ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

2

www.tanzeem.org

21تا27ربیع الثانی 1439ھ/9تا15جنوری 2018ء

اس شمارے میں

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے......!

اسلام کے سچے پیروکار کون؟

مطالعۂ کلامِ اقبال (دراسرارِ شریعت)

پاکستان اندرونی اور بیرونی طور پر حالت جنگ میں ہے

شب گزیدہ سحر......

انفاق فی سبیل اللہ

اسلام کا تصور معاشرت

یہ دنیا امتحان گاہ ہے

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

دورِ حاضر کا سب سے بڑا شرک

غیر اللہ کی حاکمیت کا تصور اس دور کا سب سے بڑا شرک ہے۔ بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے۔ اور اسی کی بہترین تعبیر علامہ اقبال نے اس طرح کی ہے۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اِک وہی' باقی بتانِ آزری!

چاہے وہ فردِ واحد ہو' جو فرعون یا نمرود بن گیا ہو اور چاہے وہ حاکمیت جمہور کا تصور ہو۔ یہ بات سمجھانے کے لیے میں نے بارہا یہ تمثیل بیان کی ہے کہ گندگی کی کوئی ٹنوں وزنی گٹھڑی خواہ ایک شخص کے سر پر رکھی ہو اور خواہ اسے تولہ تولہ' ماشہ ماشہ تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے' گندگی تو گندگی رہے گی۔ فرعونیت اور نمرودیت یہ تھی کہ ایک فرد اقتدارِ اعلیٰ کا مدعی تھا۔ فرعون نے کہا تھا: ﴿اَلَیۡسَ لِیۡ مُلۡکُ مِصۡرَ وَ ہٰذِہِ الۡاَنۡہٰرُ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِیۡ﴾ (الزخرف:51) ''کیا مصر کی حکومت میری نہیں ہے؟ اور یہ نہریں میرے نیچے (میرے زیر انتظام) نہیں بہہ رہی ہیں؟'' یعنی یہ آب پاشی اور آب رسانی کا سارا نظام میرے اختیار میں ہے' جس کو چاہوں پانی دوں' جس کا چاہوں موگہ بند کر دوں۔ یہ تھا فرعون کا دعویٰ جس کو قرآن مجید نے تعبیر کیا کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی﴾ لیکن یہی معاملہ آج یہ صورت اختیار کر چکا ہے کہ خدائی کا دعویٰ تقسیم ہو گیا ہے' اسے تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ نظری اعتبار سے سب حاکم ہیں۔ عوام کی حاکمیت (Popular Sovereignty) کا یہی مطلب ہے' لیکن جان لیجیے کہ اسلام کے نزدیک حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ﴿لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ﴾ آسمانوں اور زمین کی حاکمیت کا حق صرف اُسی کو حاصل ہے اور بالفعل بھی وہی حاکم ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

الھدیٰ (786)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

قیامت کا اخفاء

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 15 تا 18

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا تَسۡعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا
مَنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرۡدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِىَ
عَصَاىَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىۡ وَلِىَ فِيۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰى ﴿۱۸﴾

آیت ۱۵ ﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا تَسۡعٰى ﴿۱۵﴾﴾ ''(اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ) بے شک قیامت آ کر رہے گی' میں اسے مخفی ہی رکھوں گا تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو جو اُس نے کوشش کی ہو۔''

آیت ۱۶ ﴿فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرۡدٰى ﴿۱۶﴾﴾ ''تو (دیکھنا کہیں) تمہیں اس سے روگرداں نہ کر دے کوئی ایسا شخص جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے' (اگر ایسا ہوا) تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔''

عَنۡهَا کی ضمیر کا تعلق السَّاعَة (قیامت) سے بھی ہو سکتا ہے اور الصَّلٰوۃ (نماز) سے بھی۔ چنانچہ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ آخرت کا منکر کوئی شخص آپ کو بھی اس سے برگشتہ نہ کر دے۔ لیکن اگر عَنۡهَا کا تعلق الصَّلٰوۃ سے مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص نماز کا منکر ہے تو وہ آپ کو بھی اس سے بدظن کرنے کا باعث نہ بن جائے۔

آیت ۱۷ ﴿وَمَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۱۷﴾﴾ ''اور اے موسیٰؑ! یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟''

آیت ۱۸ ﴿قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ﴾ ''کہا: یہ میرا عصا ہے!''

بظاہر عصا کے بارے میں سوال کا بس یہی جواب کافی تھا' لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سلسلے میں زیادہ تفصیل بیان کر دی۔ زیادہ تر مفسرین کے نزدیک اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے مخاطبت اور مکالمے کے شوق و ذوق میں اپنی بات کو بڑھانے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ آپؑ نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کیا:

﴿اَتَوَكَّؤُا عَلَيۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىۡ وَلِىَ فِيۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰى ﴿۱۸﴾﴾ ''میں اس پر ٹیک بھی لگا لیتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے (درختوں سے) پتے بھی جھاڑ لیتا ہوں' اور اس میں میرے لیے اور بھی کئی کام ہوتے ہیں۔''

فرمان نبویؐ

جاہلیت کے چار کام

عَنۡ اَبِیۡ مَالِكِ الۡاَشۡعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ: ((اَرۡبَعٌ فِیۡ اُمَّتِیۡ مِنۡ اَمۡرِ الۡجَاهِلِیَّةِ لَا یَتۡرُكُوۡنَهُنَّ الۡفَخۡرُ فِی الۡاَحۡسَابِ وَالطَّعۡنُ فِی الۡاَنۡسَابِ وَالۡاِسۡتِسۡقَاءُ بِالنُّجُوۡمِ وَالنِّیَاحَةُ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت میں جاہلیت کے چار کام باقی ہیں، جن کو اُمتی نہ چھوڑیں گے: حسب پر فخر کرنا، نسب میں رخنے نکالنا، تاروں سے پانی مانگنا اور مردوں پر نوحہ کرنا۔''

تشریح: یعنی کفر کی یہ چار رسمیں مسلمانوں میں جاری رہیں گی۔ اپنے بزرگوں کے کاموں اور اپنی امارت و ثروت پر فخر کرنا کہ ہمارے فلاں بزرگ ایسے تھے۔ اور فلاں ایسے امیر تھے۔ دوسروں کے نسب میں رخنے نکالنا کہ فلاں کا پردادا غلام تھا۔ اور فلاں ایسا ویسا ہے۔ تاروں سے پانی مانگنا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ فلاں تارا جب فلاں جگہ آئے گا تو بارش ضرور ہوگی۔ مُردوں پر ارمان کر کے رونا۔ یہ چاروں رسمیں جاہلیت کی ہیں لیکن مسلمان اپنی جہالت کی وجہ سے ان کو نہیں چھوڑتے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی......!

ٹرمپ کی بدنام زمانہ ٹویٹ جس میں پاکستان اور پاکستانی قوم کی توہین کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ گزشتہ پندرہ سالوں میں امریکہ سے اربوں ڈالرز امداد لینے کے باوجود پاکستان نے امریکہ کو سوائے جھوٹ اور دھوکے کے کچھ نہیں دیا، نیز یہ کہ پاکستان نے امریکی لیڈروں کو بے وقوف بنائے رکھا۔ اس ٹویٹ کے بعد وائیٹ ہاؤس کی طرف سے 24 سے 48 گھنٹے کا ٹائم دیا گیا تھا کہ اس کے اندر پاکستان کے خلاف مزید اقدامات سامنے آئیں گے۔ اب وہ اقدامات سامنے آچکے ہیں۔ امریکہ نے پاکستان کی سکیورٹی امداد معطل کر دی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ پاکستان نے دہشت گرد نیٹ ورکس کے خلاف کارروائی نہیں کی۔ امریکی محکمۂ خارجہ نے شرط رکھی ہے کہ جب تک پاکستان حقانی نیٹ ورک اور افغان طالبان کے خلاف کارروائی نہیں کرتا یہ امداد معطل رہے گی۔ ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق کچھ امداد پاکستان کو مل سکتی ہے اگر وہ حقانی نیٹ ورک اور افغان طالبان کے خلاف فیصلہ کن کارروائی کرے۔ نیز یہ کہ منجمد کی گئی امداد کہیں اور خرچ نہیں ہوگی۔

گویا کہ امریکہ کو ابھی بھی اُمید ہے کہ پاکستان اس کے لیے وہ کچھ کر گزرے گا جو امریکہ چاہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹرمپ اور اس کی انتظامیہ کے تمام دعوؤں اور پالیسیوں کی طرح نئی افغان پالیسی بھی بُری طرح ناکامی سے دوچار ہو چکی ہے اور ان تمام ناکامیوں نے ٹرمپ انتظامیہ کو باؤلا بنا دیا ہے اور وہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق کبھی اس کا سارا الزام پاکستان پر لگاتے ہیں، کبھی دھمکیوں پر اُتر آتے ہیں اور کبھی پھر پاکستان سے اُمیدیں لگانے بیٹھ جاتے ہیں۔ امریکی اپنے غم کو غصہ کی آڑ میں جتنا بھی چھپا لیں لیکن ایک بات طے ہے کہ امریکہ جتنا جتنا بھر رہا ہے دنیا پر اس کا غم اُتنا ہی کھل کر سامنے آرہا ہے۔ ٹرمپ کی پالیسی کے مطابق ٹرمپ انتظامیہ نے کوشش کی کہ شمالی کوریا سے معاندانہ پالیسی اپنائی جائے لیکن وہ تیر بھی نشانے پر نہیں لگا بلکہ اُلٹا شمالی کوریا امریکہ کو آنکھیں دکھا رہا ہے۔ اسی طرح مشرق وسطیٰ میں بھی امریکہ کی کئی پالیسیوں کو روس نے ناکام بنا دیا۔ خاص طور پر شام میں وہ ایک تیر سے جو کئی شکار کرنا چاہتا تھا وہ روس کی مداخلت کی وجہ سے نہیں کر سکا۔ ایران میں بھی انھیں کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی۔ اپنی گرتی ہوئی پوزیشن کو سنبھالا دینے کی کوشش میں ٹرمپ نے یروشلم کے حوالے سے جو قدم اٹھایا اس کا بھی امریکی توقع سے زیادہ سخت اور شدید ردعمل سامنے آیا۔ اگست 2016ء میں امریکہ نے جس نئی افغان پالیسی کا اعلان کیا تھا وہ بھی اپنا کوئی اثر دکھاتی نظر نہیں آرہی، بجائے اس کے اس خطہ میں چین، روس اور پاکستان پر مشتمل ایک نیا اتحاد بنتا نظر آرہا ہے، اصل غصہ اس کا ہے۔ لہٰذا ٹرمپ اور اس کی انتظامیہ کے باؤلا ہونے میں اب کیا کسر باقی رہ جاتی ہے جبکہ ٹرمپ کی صدارت کی پہلی سالگرہ بھی سر پر ہے۔ اس سے قبل ٹرمپ نے سٹیٹ آف دی یونین ایڈریس بھی کرنا ہے۔ وہ امریکی عوام کو دکھانا بھی چاہتے ہیں کہ گزشتہ امریکی انتظامیہ امریکی طاقت کو موثر انداز میں استعمال نہیں کر سکی۔ ہم آپ کو یہ کر کے دکھا رہے ہیں۔ لہٰذا پاکستان پر دباؤ بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں وہ مطلوبہ نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

پاکستان پر بڑھتا ہوا یہ امریکی دباؤ دراصل نئی افغان پالیسی کا ہی تسلسل تھا جس کا مقصد پاکستان کو اس بات پر مجبور کرنا تھا کہ وہ افغان طالبان کے خلاف کوئی موثر کردار ادا کرے جس کا مطالبہ وہ پاکستان سے ایک عرصہ سے کر رہا ہے۔ خاص طور پر حقانی نیٹ ورک کے خلاف کارروائی کا مطالبہ تو امریکہ نے ہمیشہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ چونکہ خطہ میں نیا اتحاد بنتا نظر آرہا ہے تو لہٰذا امریکہ کا انڈیا کی طرف جکاؤ بھی اس کی مجبوری

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 ربیع الثانی 1439ھ — جلد 27
9 تا 15 جنوری 2018ء — شمارہ 2

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا..............(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہے۔لہٰذا حافظ سعید کے خلاف کارروائی کا مطالبہ پاکستان سے کرکے انڈیا کو خوش کرنا بھی امریکہ کی ضرورت بن چکا ہے۔ چنانچہ امداد روکنے سے قبل دی گئی دھمکیوں اور نوٹس کا مطلب تھا کہ پاکستان نئے اتحاد کی طرف جانے سے باز رہے اور امریکہ کا اتحادی رہ کر افغان طالبان کے خلاف کارروائی کرے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں یکطرفہ کارروائی کی دھمکی بھی امریکہ دے رہا تھا۔امریکی نائب صدر مائیک پینس نے گزشتہ دنوں افغانستان میں اس جانب ایک اشارہ یہ کہہ کر دیا کہ صدر ٹرمپ نے پاکستان کو نوٹس دیا ہوا ہے۔اسی طرح سی آئی اے کے سربراہ مائک پیمپیو بھی یہ کہہ چکا ہے کہ اختلافی معاملہ پر امریکہ پاکستان میں کسی بھی وقت اور کہیں بھی کارروائی کر سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ پاکستانی فوج کے ترجمان میجر جنرل آصف غفور نے نوٹس کی بات پر ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کو پاکستانی سرزمین پر کسی بھی یکطرفہ کارروائی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ وزیر دفاع خرم دستگیر نے بھی ٹویٹ میں کہا کہ پاکستان اپنی حفاظت کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

اب چونکہ امریکہ نے پاکستان کی امداد منجمد کرتے ہوئے یہ نئی شرط رکھی ہے کہ اگر پاکستان کے اس کے مطلوبہ اہداف کو پورا کرے گا تو اس کو کچھ امداد مل جائے گی۔ ان حالات میں بہتر فیصلہ یہی ہوگا کہ ہم بھی جواب میں امریکہ کی لاجسٹک سپورٹ بند کردیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امریکہ کی اس جنگ میں جتنی قربانیاں پاکستان نے دی ہیں شاید ہی امریکہ کے کسی نیٹو اتحادی نے بھی دی ہوں۔اس کے باوجود نہ صرف امریکہ پاکستان پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہے بلکہ اُلٹا پاکستان کو اپنی ناکامی کا ذمہ دار بھی ٹھہرا رہا ہے اور نہ صرف ٹرمپ بلکہ پوری امریکی انتظامیہ کا لب ولہجہ پاکستان کے بارے میں انتہائی توہین آمیز بن چکا ہے۔ان حالات میں بہتر فیصلہ یہی ہے جیسا کہ قومی سلامتی کمیٹی کے اجلاس میں امریکہ کو No more کا واضح پیغام دیا گیا ہے۔پاک افواج کے سربراہ جنرل قمر جاوید باجوہ کا ایک شہید کے گھر جا کر یہ کہنا کہ ہمیں دھمکانے والی بیرونی قوتیں جان لیں جس قوم کے پاس ایسے والدین اور بچے ہوں اس کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا، ایک خاص پیغام ہے۔شکر ہے کہ اس سلسلہ میں تمام سیاسی جماعتیں متفق ہیں اور سب نے امریکی امداد کی بندش کا بھی خیر مقدم کیا ہے۔اس موقع پر پوری قوم کا متحد اور متفق ہونا اولین ضرورت ہے۔اگر ہم داخلی سطح پر متحد ہو جائیں تو کوئی بیرونی قوت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ نواز شریف نے ایسے موقع پر جو کچھ کہا وہ ٹرمپ کے الزامات کو درست ثابت کرنے اور وعدہ معاف گواہ بننے کے مترادف ہے۔

اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو اصل دھوکے باز، مکار اور جھوٹا تو خود امریکہ ہے۔امریکہ پاکستان کی آزادی وخود مختاری کو چیلنج کرتے ہوئے اور فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یکطرفہ کارروائی میں ایبٹ آباد میں اسامہ بن لادن اور بلوچستان میں افغان طالبان کے امیر ملا اختر منصور کے خلاف آپریشن کر چکا ہے۔سلالہ چیک پوسٹ کا واقعہ جس میں 25 پاکستانی فوجی شہید ہوئے، وہ بھی پاکستان پر دباؤ بڑھانے کا ہی ایک امریکی حربہ تھا۔1962ء میں وہ کشمیر کے معاملے میں دھوکا دے چکا ہے اور 1971ء میں اس کے بحری بیڑے کا انتظار کرتے کرتے پاکستان دولخت ہو گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسی کیا وجہ ہے کہ امریکہ کو پاکستان میں ہی ہر طرح کی چھوٹ حاصل ہے کہ جب چاہے تو پاکستان کو استعمال کرلے اور جب چاہے تو اس کی عزت، آزادی اور خود مختاری کو روند ڈالے۔ جب چاہے تو امداد دینے کے نام پر پاکستان کی قربانیوں کا مذاق اُڑائے۔جبکہ شمالی کوریا، ایران، افغانستان اور دیگر بیشتر مقامات پر وہ منہ کی کھا رہا ہے اور اسے گھاس تک کوئی نہیں ڈال رہا۔لہٰذا ہمارے لیے بھی یہ بہترین موقع ہے کہ ہم امریکہ جیسے دھوکہ باز اتحادی سے اپنا پیچھا چھڑا لیں۔بصورت دیگر کیا ٹرمپ اور اس کی انتظامیہ کے اس ہتک آمیز رویہ کے بعد بھی امریکہ کے ساتھ تعاون کرنے اور اس کے سامنے بچھ جانے سے پاکستان کی جان چھوٹ جائے گی؟ حالانکہ نائن الیون کے بعد کا سولہ سالہ تجربہ صاف طور پر یہ بتا رہا ہے کہ وہ نہتے اور مٹھی بھر طالبانِ افغانستان جو ڈٹ گئے تھے آج امریکہ جیسی سُپر پاور کی دُم ان کے قدموں تلے آ چکی ہے اور امریکہ اُسے چھڑانے کے لیے کبھی بھاگا بھاگا انڈیا کے پاس جاتا ہے اور اسے لالچ دیتا ہے اور کبھی پاکستان پر غرّاتے ہوئے دھمکیوں پر اُتر آتا ہے۔جبکہ دوسری طرف پاکستان نے ایک کال پر خود کو امریکہ کے حوالے کرتے ہوئے سولہ سالوں میں جو کچھ حاصل کیا وہ سب کے سامنے ہے۔یہ بھی اُسی تعاون کا صلہ ہے جو آج پاکستان کو ہر نئی صبح ایک نئے الزام اور پوری قوم کی توہین کی صورت میں مل رہا ہے۔

لہٰذا ہمارے نزدیک موجودہ حالات میں جبکہ امریکہ کسی صورت بھی پاکستان پر اعتبار کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے بلکہ پاکستان کی قربانیوں کا اعتراف کرنے کی بجائے ان قربانیوں کی توہین پر اُتر آیا ہے، اس سے تعلقات پر نظرثانی کی استدعا کرنے یا مزید تعاون کی یقین دہانیاں کرانے کی بجائے ہمیں اپنے اس اصولی موقف پر ڈٹ جانا چاہیے کہ ہم باڈر کے اندر کی صورتحال کے تو خود ذمہ دار ہو سکتے ہیں یعنی ہماری کوشش ہوگی کہ پاکستان کی سرزمین افغانستان کے خلاف استعمال نہ ہو لیکن افغانستان میں ہم کسی قسم کی آپ کی مدد نہیں کر سکتے۔امریکہ اپنی امداد اپنے پاس رکھے۔اس وقت مجبوری امریکہ کی ہے کہ وہ افغانستان میں پاکستان کی مدد کے بغیر جنگ جیت ہی نہیں سکتا۔اگر پاکستان ہمت سے کام لے اور غیر جانبدار رہ کر اپنے اصولی موقف پر ڈٹ جائے اور امریکہ کی لاجسٹک سپورٹ بند کردے تو امریکہ کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ اُمید ہے چند ہی سالوں میں اس کا دماغ ٹھیک ہو جائے۔پاکستان چین اور روس کے ساتھ مل کر ایک نیا اتحاد بنا سکتا ہے اور یہ وہ اتحاد بن سکتا ہے جس سے امریکہ کے پاؤں ہی اس خطے سے اُکھڑ جائیں گے۔ اگر امریکہ پاکستان کے خلاف کوئی اقدام کرے تو پاکستان کے پاس دوسرے بھی کئی آپشنز ہیں جیسا کہ وہ زمینی راستے جو سلالہ واقعہ کے بعد بند کر دیے گئے تو امریکہ کے ہوش ٹھکانے آ گئے تھے۔اسی طرح پاکستان کا ائیر کوریڈور بھی امریکہ کے استعمال میں ہوتا ہے۔ایک پاکستانی سیاست دان کی یہ بات کہ امریکی سفارتخانے کا اضافی عملہ فوری طور پر نکال دیا جائے بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ امریکی سفارتخانوں کا اضافی عملہ ہر جگہ تباہی پھیلانے کا باعث رہا ہے۔اس ضمن میں لیبیا، عراق اور شام کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔لہٰذا بہتر ہے کہ امریکی امداد سمیت تمام امریکی بلاؤں سے جان چھوٹ جائے۔ویسے بھی مصور پاکستان نے کیا خوب کہا تھا کہ

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

اصل بات یہ ہے کہ ہمیں صرف اللہ کی مدد کا طلبگار رہنا چاہیے۔اگر اللہ کی مدد ہمیں حاصل ہو جائے گی تو پھر ہمیں کسی بھی دوسری طاقت کا نہ خوف رہے اور نہ وہ ہمارا کچھ بگاڑ سکے گی اور اللہ کی مدد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرنے والے بن جائیں۔

❁❁❁

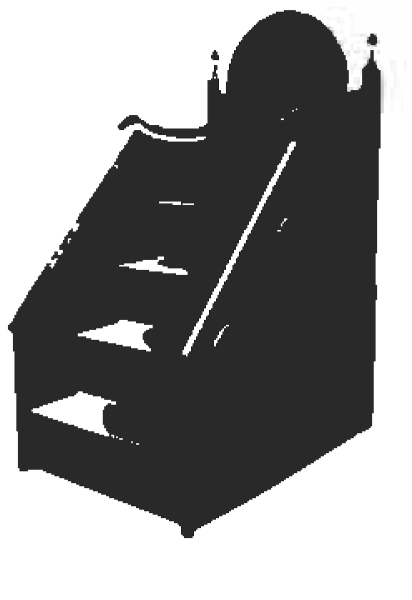

اسلام کے سچے پیروکار کون؟

سورۃ الحجرات کی آیت 15 کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 29 دسمبر 2017ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! سورۃ الحجرات کے مطالعہ میں آج ان شاءاللہ ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ اسلام کے صحیح معنوں میں اور سچے پیروکار کون ہیں؟ کہنے کو تو ہم سب ہی مسلمان ہیں، کیونکہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے اس لیے ہم خود کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص کلمہ پڑھ لے وہ دنیا کے اصول میں مسلمان ہی کہلائے گا مگر اللہ کے نزدیک اسلام کس کا مقبول ہے؟ اور کون سچا مومن ہے؟ سورۃ الحجرات کی ان آیات میں اس حوالے سے خصوصی راہنمائی موجود ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ہم اس آیت کا نئے پہلوؤں سے جائزہ لیں گے جس میں فرمایا گیا کہ:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ﴾ ”یہ بدو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ (اے نبی ﷺ ان سے) کہہ دیجیے: تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو' بلکہ تم یوں کہو کہ ہم مسلمان (اطاعت گزار) ہوگئے ہیں اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔“

ہم عام طور پر ایمان اور اسلام، مومن اور مسلمان کو مترادف اور ہم معنی الفاظ سمجھتے ہیں۔ لیکن قرآن کی یہ آیت بتا رہی ہے کہ ان میں فرق ہے۔ اسلام کا مطلب ہے سرتسلیم خم کر دینا، سرنڈر کر دینا۔ جبکہ ایمان دلی یقین کا نام ہے۔ جیسے تیرا سالہ مکی دور میں ایمان لانا خود کو شدید مشکلات میں ڈالنے کے مترادف تھا، جو لوگ ایمان لا رہے تھے ان کو پتا تھا کہ پوری قوم مخالف ہو جائے گی، برادری والے بائیکاٹ کر دیں گے، ذہنی اور جسمانی اذیتیں بھی پہنچائی جائیں گی لیکن حضور ﷺ کی دعوت پر اور قرآن کی تعلیمات پر جب وہ غور کرتے تھے تو دل گواہی دیتا تھا کہ یہ دعوت حق ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے فطرت اسلام پر ہی پیدا کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ”ہر پیدا ہونے والا بچہ دین فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے، یہ اُس کے والدین ہیں جو اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں“۔ (متفق علیہ)

چنانچہ فطرت اسلام انسان کی سرشت کے اندر موجود ہے اور اگر انسان کی فطرت مسخ نہ ہوئی ہو تو جب نبی کی دعوت اس تک پہنچتی ہے تو دل اندر سے گواہی دیتا ہے کہ بات تو یہ بالکل حق ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اندر فطرت کا یہ نور اتنا کامل تھا کہ جیسے ہی نبی اکرم ﷺ نے

مرتب: ابوابراہیم

دعوت دی تو ایک لمحہ کا توقف کیے بغیر ایمان لے آئے، گویا وہ فطرت کے ان حقائق تک پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے جن کو ہر شخص کے اندر کا انسان پہچانتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص کے اندر فطرت کا نور موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے ازل میں یہ عہد لیا تھا جس میں اللہ کا پورا تعارف موجود ہے۔

﴿وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ﴾ (الاعراف: 172) ”اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔“

رب کی معرفت کا یہ دیا ہر شخص کے اندر ٹمٹما رہا ہے لیکن وقت کے ساتھ اس کے اوپر غبار آ جاتا ہے۔ جیسے کوئلہ ہو۔ اس کو آپ نے دہکا دیا تو آگ روشن ہو جائے گی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس پر راکھ آ جائے گی۔ اب شعلہ اندر غائب ہو گیا اوپر راکھ آ گئی۔ اب کیا ہوتا ہے کہ جب نبی کی دعوت پہنچتی ہے تو دل تو گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں، لیکن آبائی تعصب آڑے آ جاتا ہے کہ ہمارے آباء واجداد تو کسی اور راستے پر چل رہے تھے۔ اگر ہم نے نبی کی بات مان لی تو قوم ہمارا بائیکاٹ کر دے گی۔ چنانچہ یہ مختلف قسم کے تحفظات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے لوگ ایمان کے لیے آگے نہیں بڑھتے اور اکثر لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو بات سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے کہ بس ہمارے آباء واجداد جس راستے پر تھے وہی صحیح راستہ تھا اور یہی چیز آج بھی ہے۔ جب لوگوں کو بتایا جائے کہ فلاں فلاں رسومات ہندوانہ کلچر کا حصہ ہیں یا کسی کی وفات ہو جائے تو اس کے بعد جو کچھ ہم کر رہے ہوتے ہیں، یہ ساری چیزیں کہیں اور سے آئی ہیں، ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے تو جواب یہ ملتا ہے کہ ہمارے آباء واجداد یہی کرتے آئے ہیں، ہم اس کو کیسے چھوڑ دیں۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ حق بات کو حق سمجھ کر قبول کیا جائے یہ چیزیں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی مکہ میں تیرا سال مسلسل دعوت کے باوجود صرف دو سو کے قریب لوگ ایمان لائے۔ لیکن یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سوچ سمجھ کر حق قبول کیا تھا اور حق کی خاطر ہر چیلنج قبول کر چکے تھے۔ یہ لوگ ایمان کی اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ لیکن خاص طور پر فتح مکہ کے بعد لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہو رہے تھے، ان میں وہ لوگ بھی تھے جو اسلام کو غالب قوت دیکھ کر اسلام لا رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی جنہیں خدشہ تھا کہ اگر ہم مسلمانوں کے ساتھ شامل نہ ہوئے تو کئی طرح کے نقصانات ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ صرف اسلام میں داخل ہوئے تھے، ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا تھا۔

جیسے آج مسلمانوں کا حال ہے کہ جنہوں نے شعوری طور پر اسلام قبول نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں اس لیے مسلمان ہیں۔ چونکہ غور فکر نہیں کیا اس لیے دلی یقین کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے ہی حکم ہے:

﴿وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭﴾ ”لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو گے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔“

اگرچہ شعوری طور پر اسلام قبول نہیں کیا لیکن دل میں اسلام کے خلاف کوئی منفی جذبہ بھی نہیں ہے تو اس حالت میں بھی اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی جائے اور اسلام کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوا جائے تو اللہ کے ہاں اس کی بھی قبولیت ہے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد پہلی اور مقدم شے نماز ہے۔ اسی سے پتا چل جائے گا کہ دین پر عمل شروع کر دیا ہے یا نہیں۔ اسی طرح ہمارا دین زندگی کے ہر معاملے میں مکمل راہنمائی دیتا ہے کہ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے، ان تعلیمات پر جو عمل شروع کر دے گا تو اللہ اس کے اعمال کو قبول کر لے گا بلکہ ان کی اعمال کی برکت سے اس کا ایمان بھی جزئیت ہونا شروع ہو جائے گا۔

اسی ضمن میں یہاں یہ بھی بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہوتی ہے۔ اس کا اصل شہری وہی ہوگا جو اسلام کے نظریات کو مانے گا۔ ہمیں شاید یہ برا لگ رہا ہو لیکن دنیا میں بھی یہی اُصول ہر جگہ ہے۔ مثلاً چائنہ میں اصل شہری وہی تسلیم کیے جاتے ہیں جو چائنہ کے اشتراکی فلسفے کو قبول کرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کو وہاں اختیارات دیے جاتے ہیں اور حکومت کرنے کا حق بھی انہی کو ہے۔ نظریے کا دنیا میں ایک مقام ہے اور اصل نظریہ وہ ہے جو الحق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمیں عطا کیا ہے۔ چنانچہ اسلامی ریاست میں جو شخص بھی کلمہ پڑھ لے اسے مسلمان مانا جائے گا اس لیے کہ ہمارے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے ہم اس کی دل کی کیفیت معلوم کر سکیں کہ اس کے اندر حقیقی ایمان ہے یا صرف زبان سے اقرار کر رہا ہے اور ایسا شخص ہی اسلامی ریاست کا باقاعدہ شہری ہوگا۔ جو کلمہ نہیں پڑھتے وہ بھی اسلامی ریاست کے شہری ہوں گے لیکن ان کا درجہ دوسرا ہوگا۔ جیسے قرآن ہمیں اُصول دے رہا ہے:

”جنگ کرو تم ان لوگوں سے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، نہ یومِ آخرت پر اور نہ حرام ٹھہراتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو، اور نہ قبول کرتے ہیں دین حق کی تابعداری کو، ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی تھی، یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں اور چھوٹے (تابع) بن کر رہیں۔“ (التوبہ:29)

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق بھی مانیں جائیں گے، ان کی عزت و آبرو، جان و مال، ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری ریاست پر ہوگی اور ان کو اجازت ہوگی کہ وہ بے شک اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو مذہب کی تعلیم دیں لیکن پبلک میں وہ اپنے نظریات کی تشہیر نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ریاست کے اعلیٰ عہدوں پر وہ فائز نہیں ہو سکتے۔ خاص طور پر جہاں نظریات کی اور شریعت کی بات ہو وہاں وہ مداخلت نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر کسی نے کلمہ پڑھ لیا تو ہمیں اس پر اعتبار کرنا پڑے گا۔ اس لیے کہ آج کے دور میں کلمہ ہی معیار ہے۔ ورنہ حضور ﷺ کے دور میں کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہو اور پھر نماز نہ پڑھتا ہو، یہ ممکن نہیں تھا۔ جو شخص اگر منافقت کی بنیاد پر اسلام کے اندر آتا تھا اسے نماز بھی پڑھنی پڑھتی تھی۔ اس لیے کہ اگر وہ نماز نہ پڑھتا تو اس کے اسلام پر شک کیا جا سکتا تھا۔ لیکن آج کے دور یہ مجبوری ہے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا تو اسے مسلمان اور اسلامی ریاست کا باقاعدہ شہری مانا جائے گا، کلمہ اس کے لیے ڈھال ہے۔ لیکن آخرت میں سچا مسلمان وہی تسلیم کیا جائے گا جس کے اندر یقین قلبی والا ایمان موجود تھا۔ جیسا کہ ہم سورۃ الحدید میں پڑھ چکے ہیں کہ روز محشر بہت سے لوگ الگ کر دیے جائیں گے، ان کے اور سچے مسلمانوں کے درمیان دیوار کھینچ دی جائے گی۔ یہ منافقین ہوں گے

پریس ریلیز 05 جنوری 2018ء

امریکی امداد ہمارے گلے کا طوق اور ایک لعنت بنی ہوئی ہے

ہمارا فوکس امریکی امداد کی بجائے اللہ کی مدد پر ہونا چاہیے

اگر اللہ کی مدد ہمیں حاصل ہوگئی تو کوئی بڑی سے بڑی سپر پاور بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی

حافظ عاکف سعید

مالیاتی اور عسکری امداد بند ہونے پر پاکستانی قوم کو سجدہ شکر بجالانا چاہیے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ انھوں نے کہا کہ امریکی امداد ہمارے گلے کا طوق اور ایک لعنت بنی ہوئی تھی۔ امداد میں بندش کی امریکی دھمکی کے ردعمل میں ہماری سیاسی اور عسکری قیادت نے بہتر طور پر امریکہ سے ڈیل کرنا شروع کیا اور اب اگر امریکہ کی طرف سے امداد مکمل طور پر بند کر دی جائے تو ہم خودمختاری کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم چیئرمین پی ٹی آئی کی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ امریکی سفارت خانوں سے اضافی عملہ فی الفور نکالا جائے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارا فوکس امریکی امداد کی بجائے اللہ کی مدد پر ہونا چاہیے۔ اگر اللہ کی مدد ہمیں حاصل ہوگئی تو کوئی بڑی سے بڑی سپر پاور بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی اور اللہ کی مدد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرنے والے بن جائیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

جو چیخیں گے، شور مچائیں گے کہ ہم تو دنیا میں مسلمان تھے، مسلمانوں کے ساتھ رہ رہے تھے، اب یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ؟ تو جواب دیا جائے گا کہ تمہارے دلوں میں حقیقی ایمان نہیں تھا بلکہ نفاق تھا۔

چنانچہ یہاں پر اس بحث کا نتیجہ سامنے آجاتا ہے کہ اسلام اور ایمان دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اسلام صرف سرنڈر کر دینے کا نام ہے اور ایمان یقین قلبی کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت دنیا میں دو ارب سے زائد مسلمان ہیں، ان میں سچا مومن کون ہے؟ قرآن نے اس کا بھی معیار دے دیا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا﴾ ''مومن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر، پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے''

ہم ایمان کا اقرار یہی کہہ کر کرتے ہیں کہ اللہ ایک ہے، وہی ہے جو خالق و مالک ہے، محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں جو ہماری راہنمائی کے لیے بھیجے گئے ہیں، نیز یہ کہ دنیا دارالامتحان ہے، دارالجزاء آخرت ہے اور آخرت کا دن آنے والا ہے، اس دن تمام انسان جمع کیے جائیں گے اور پھر فیصلہ ہوگا۔ ان سب حقائق کو مان لینا، تسلیم کرلینا یہ ایمان ہے۔ لیکن یہ محض اقراری یا قولی ایمان ہے، یہ حقیقی ایمان تب بنے گا جب دل میں بھی یقین ہو۔ نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ صبح فجر کے بعد آپؐ صحابہ سے پوچھتے تھے کہ آج تمہاری صبح کیسی ہوئی یا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو؟ ایک مرتبہ جب آپ ﷺ نے ایک صحابی سے پوچھا کہ: ''آج صبح تمہاری کیسی ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! آج میری جو صبح ہوئی ہے وہ ایک سچے اور حقیقی مومن کی صبح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نشانی بتاؤ۔ تو انہوں نے بتایا کہ: میرے ایمان کی یہ کیفیت تھی کہ میں ایسے محسوس کر رہا تھا جیسے میں اپنی آنکھوں سے جنت کو بھی دیکھ رہا ہوں اور جہنم کو بھی دیکھ رہا ہوں''۔ یہ ہے وہ یقین قلبی والا ایمان کہ دل گواہی دیتا ہے کہ جو قرآن کہہ رہا ہے وہ ہماری فطرت سے ہم آہنگ ہے۔ چنانچہ مومن ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ یقین قلبی والا ایمان ہو اور دین کے کسی بھی معاملے میں شک کے کانٹے دل میں نہ رہیں۔ جبکہ دوسری شرط ہے:

﴿وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑮﴾ ''اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔''

قرآن مجید میں بہت سے دیگر مقامات پر مومن کی صفات کا ذکر آیا ہے۔ مثلاً

''حقیقی مومن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔'' (الانفال:2)

اسی طرح اور بھی کئی مقامات پر مومن کی صفات بیان ہوئی ہیں لیکن یہاں واضح اور جامع انداز میں بتا دیا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک اصل مومن کون ہے؟ جو دین کے غلبہ کے لیے اپنے جسم و جان کی توانائیاں بھی لگائیں اور اپنا مال و دولت بھی خرچ کریں۔ یہاں خاص طور پر لفظ جہاد آیا ہے قتال نہیں آیا۔ ہمارے دین میں اس حوالے سے دو اصطلاحات ہیں۔ ایک جہاد فی سبیل اللہ اور دوسری قتال فی سبیل اللہ۔ مکی دور میں آنحضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ جب لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے تو مخالفت بھی ہوتی تھی، تشدد بھی کیا جاتا تھا۔ خاص طور پر جو نوجوان ایمان لاتے تھے، ان کے والدین ان کو مارتے پیٹتے تھے، لیکن جو غلاموں کے طبقے سے ایمان لاتا تھا اس کے لیے تو زندگی عذاب ہو جاتی تھی، ان پر تو اتنا بہیمانہ تشدد کیا جاتا تھا کہ جس کے تصور سے ہی تاریخ انسانی شرما جائے۔ جیسے حضرت بلالؓ اور حضرت حبیب بن ارتؓ کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت حبیبؓ کو سلگتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر اوپر پتھر کی بھاری سِل رکھ دی جاتی، یہاں تک کہ زخموں سے رسنے والا لہو انگاروں کو ٹھنڈا کر دیتا۔ چنانچہ اس وقت ایمان لانا آسان کام نہیں تھا۔ مدنی دور میں آسان ہوگیا جبکہ مدنی دور میں باقاعدہ قتال کا مرحلہ بھی شروع ہو چکا تھا۔ یعنی مسلمانوں پر قتال فرض ہو چکا تھا اور پے در پے غزوات ہو رہے تھے لیکن مکی دور میں مسلمان جس کیفیت سے گزر رہے ہیں، قرآن نے اس کو بھی جہاد کہا ہے:

''تو (اے نبی ﷺ!) آپ ان کفار کا کہنا نہ مانیے اور آپؐ ان کے ساتھ جہاد کریں اس (قرآن) کے ذریعے سے بڑا جہاد۔'' (الفرقان:52)

حالانکہ مکی دور میں مسلمانوں کو تلوار اُٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ بلکہ حکم تھا کہ اپنے ہاتھوں کو باندھے رکھو۔ یعنی جتنا بھی تشدد کیا جائے برداشت کرو۔ حضرت بلالؓ اور حضرت حبیبؓ پر تشدد کی انتہا ہوگئی لیکن جواب میں مسلمانوں کا ہاتھ نہیں اُٹھا۔ اس کے باوجود یہاں قرآن مکی دور کی مسلمانوں کی جدوجہد کو جہاد کہہ رہا ہے۔ یہ جہاد کون سا تھا؟ یہ تھا جہاد بالقرآن، اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا، شرک سے منع کرنا اور توحید کی طرف بلانا۔ حضور ﷺ بھی یہی کام کر رہے تھے اور جو شخص مسلمان ہو جاتا تھا وہ بھی اسی کام کا داعی بن جاتا تھا۔ اس ساری جدوجہد کے نتیجے میں آپ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ سختیاں برداشت کر رہے تھے، لوگوں کے طعنے سن رہے تھے، تشدد بھی برداشت کر رہے تھے اور یہ بذات خود اپنی جگہ ایک بہت بڑا جہاد ہے۔

ہم عام طور پر لفظ جہاد کو قتال کے معنی میں لیتے ہیں، یعنی دو طرفہ جنگ باقاعدہ تلوار کے ساتھ۔ اسی لیے ہمارے ہاں جب کہیں جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو ساتھ تلوار کا symbol بھی ضرور دکھایا جاتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت سمجھنا ضروری ہے کہ جہاد بالسیف یعنی قوت کے ذریعے نظام کو بدلنے کا مرحلہ آخر میں آتا ہے جس کا عنوان ہے قتال فی سبیل اللہ۔ جبکہ یہاں سچے مومن کی جو صفت بیان ہوئی ہے وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ یہاں قتال کا لفظ نہیں آیا۔

چنانچہ یہ جہاد یہ ہے کہ آپ لوگوں کو دین کی دعوت دیں، اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں، قرآن کی دعوت کو عام کریں اور اس کے نتیجے میں جو سختیاں اور مصیبتیں پیش آئیں ان کو اللہ کی رضا کے لیے برداشت کریں۔ کیونکہ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا اور غلبۂ دین کی جدوجہد کرنا بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور اللہ کے نزدیک سچا مومن وہی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور پھر شک میں نہ پڑے۔ اُسے دلی یقین والا ایمان حاصل ہو اور پھر اقامت دین کے لیے جہاد کرے۔

قتال جہاد کی آخری منزل ہے، ابتدائی منزل صرف دعوت کا کام ہے۔ دوسروں کو منکرات سے روکنا اور امر بالمعروف کی دعوت دینا بھی ہر مسلمان کے ذمہ ہے اور یہ بھی اپنی جگہ جہاد ہے۔ اس لیے کہ جب آپ کسی کو نیکی کا حکم دیتے ہیں، منکرات سے روکتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ جواباً آپ کو گالیاں سننی پڑیں، طعنے سننے پڑیں۔ لیکن حکمت کے ساتھ یہ کام کرتے رہنا، دعوت دیتے رہنا، گناہوں سے لوگوں کو روکنا، یہ بھی ایمان کا تقاضا ہے اور سچے مومن کا معیار بھی یہی ہے جو قرآن بتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انہی لوگوں میں شامل فرمائے کہ جن کے دلوں میں یقین قلبی کا دیا بھی روشن ہے اور عملی طور پر بھی بحیثیت مسلمان اُن پر جو دینی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ دینی ذمہ داریوں کو عملاً ادا کرنا بھی جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس معاملے میں سرخرو فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

دراسرارِ شریعت 2

5 جدّت اندر چشمِ او خوار است و بس — کہنگی را او خریدار است و بس

اس کی نظر میں جدت ایک ذِلت ہے اور بس وہ قدامت (اور روایت پرستی) کا خریدار ہے اور اس کے علاوہ اسے کسی شئے سے سروکار نہیں

6 در نگاہش نا صواب آمد صواب — ترسد از ہنگامہ ہائے انقلاب

(اس Mindste کے ساتھ) اس کی نظر میں نادرست ہی درست ہوتا ہے وہ انقلاب یعنی تعمیر نو کے ہنگاموں اور کشاکش سے خوف زدہ رہتا ہے

7 خواجہ نانِ بندۂ مزدور خورد — آبروے دخترِ مزدور برد

خواجہ (یعنی سیٹھ، Land lord، فیکٹری مالک اور حکمران) بندۂ مزدور کی روزی کھاجاتا ہے (صرف یہی نہیں بلکہ) مزدور کی بیٹی کو (بھی) بے آبرو کرتا ہے

8 در حضورش بندہ می نالد چو نے — بر لب او نالہ ہائے پے بہ پے

اس کے سامنے بندہ یعنی مزارع، محنت کش، اور نوکر بے جان بانسری کی طرح فریاد کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ پر (حالات کی سنگینی کی وجہ سے) مسلسل فریاد رہتی ہے

9 نے بجامش بادہ و نے در سبو ست — کاخہا تعمیر کرد و خود بکو ست

مزدور کے نہ جام میں شراب ہے نہ صراحی میں وہ (اپنے آقاؤں کے لیے) محلات تعمیر کرتا ہے اور خود (روٹی، کپڑا، مکان، بنیادی تعلیم اور ناگزیر علاج کے بغیر) گلی میں پڑا ہے

10 اے خوش آں منعم کہ چوں درویش زیست — در چنیں عصرے خدا اندیش زیست

بڑا خوش قسمت ہے وہ مالدار (اور خواجہ) جس نے درویش کی طرح زندگی گزاری اس زمانے میں بھی خدا سے ڈر کر (یعنی لوٹ مار اور حرام کمائی سے بچ کر) زندگی گزاری

5۔ جو مالدار انسان دین کی خاطر نہیں ذاتی اغراض اور شان وشوکت کے لیے مال جمع کرتا ہے وہ انھیں حالات کو جاری رکھنا چاہتا ہے یعنی Status Queue چاہتا ہے تاکہ اس کی کمائی کے ذرائع ختم نہ ہوجائیں وہ حالات میں اصلاح وجدت کے خلاف ہوتا ہے حالات کی تبدیلی کو ذلت اور زوال کی علامت سمجھتا ہے اور روایت پرستی اور قدامت کا قدردان ہے۔

6۔ اپنے جیسے انسانوں کا استحصال کرتے رہنا اور دوسروں کو کرنے کا ماحول فراہم رکھنا اس کے نزدیک ناصواب یعنی غلط ہونے کے باوجود صواب یعنی صحیح قرار پاتا ہے کہ اس طرح خواجگی کے مفادات کا تحفظ ہوتا ہے۔ اس Mind set کے ساتھ وہ کسی تبدیلی یا انقلاب اور قومی وملی تعمیر نو کے کاموں سے ڈرتا ہے اور اس طرح جاری ظلم کے نظام کو ختم کرکے عادلانہ نظام کی بنیاد پر ملک وقوم کی تعمیر کے کاموں سے دور بھاگتا ہے۔

7۔ دنیا بھر کے معاشروں میں جہاں مزدور اور محنت کش کام کرتے ہیں اور خواجہ یعنی سیٹھ، زمیندار (Landlord)، فیکٹری مالک اور حکمران واشرافیہ تمام مقتدر طبقات نچلے طبقات اور محنت کش عوام کے حصے کی روٹی (یعنی معاشی وسائل) کھا جاتے ہیں اور مزدور بے چارہ مشرق ومغرب میں محنت کے باوجود اپنی ناگزیر بنیادی ضروریات پوری کرنے سے قاصر رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی عزت وعترت کی بھی کماحقہ حفاظت نہیں کرسکتا۔ 'خواجہ' اس کو گھر بنانے کے قابل ہی نہیں کرتا کہ وہ گھر بنا سکے چار دیواری کا تحفظ حاصل کرسکے کہ اس کی بیٹیوں کی عزت محفوظ رہے۔ 'خواجہ یعنی دنیوی آقا' محاورۃً نہیں عملاً بھی اس کی بیٹیوں کو بے آبرو کردیتا ہے۔

8۔ خواجہ اور مزدور (محنت کش، خادم، نوکر، ماتحت، کاشت کار، ہاری وغیرہ) کا تعلق دو انسانوں کا باہمی باعزت رابطہ (Interaction) کی بجائے حکمران اور محکوم، تھانے دار اور محروم، پولیس اور چور، نیک سیرت اور گنہگار، پیر اور اس کے سامنے سجدہ ریز مرید جیسا ہوتا ہے۔ جہاں مساوات اور برابری کا کہیں گزر نہیں اور نہ کہیں عمل دخل ہے۔ بندہ مزدور کی حیثیت بانسری کی ایک بے جان لکڑی کی طرح ہوتی ہے جس میں حالات کی سختی اور وسائل کی کمی کی وجہ سے پُرسوز، پُردرد اور رُلا دینے والی آواز نکلتی رہتی ہے اور بندہ مزدور کو زندگی بھر فریاد سے فرصت نہیں ملتی کہ اس کے شب وروز میں کہیں آسودگی، خوشحالی اور رزق میں برکت جیسی باتیں بس الفاظ ہوتے ہیں کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھارتے نظر آتے۔

9۔ کمر توڑ دینے والی محنت کے باوجود بندۂ مزدور کو جو وسائل میسر آتے ہیں اس سے نہ وہ گھر میں خوشیاں لاسکتا ہے نہ بچوں کو تعلیم دلا سکتا ہے نہ بچیوں اور بچوں کی شادیاں کرسکتا ہے نہ گھر تعمیر کرسکتا ہے۔ دوسروں کے لیے محلات تعمیر کرنے والا خود زندگی بھر گندی گلیوں میں وقت گزارنے پر مجبور ہے۔ آج کا سرمایہ دار اور جاگیردار معاشرے میں بے نظیر، ملالہ، مختاراں مائی جیسے نمائشی کردار تو سامنے لاتا ہے معاشرے کو معاشی خوشحالی نہیں دے سکتا۔

10۔ مبارکباد کے لائق ہے وہ منعم اور مالدار جو ایمان کی دولت سے بھی مالا مال ہو اور درویشی کی زندگی گزار کر دوسروں کی زندگیوں کو بھی خوشیوں سے بھر دے۔

امریکہ پاکستان کو قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے کہ اب وہ اسے ہاری ہوئی افغان جنگ جیت کر پلیٹ میں رکھ کر پیش کرے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

بیرونی ایجنڈے کے مطابق فورتھ جنریشن وارفیئر کے تحت ملک کو اندر سے کھوکھلا کرنا مقصود ہے، ہمارے سیاستدان اس میں پیش پیش ہیں اور ففتھ جنریشن وارفیئر کا مقصد لوگوں کو انتشار اور خوف میں مبتلا کرنا ہے جو کہ ہمارا میڈیا کر رہا ہے: رضاء الحق

پاکستان اندرونی اور بیرونی طور پر حالت جنگ میں ہے کے موضوع پر
حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: امریکی نائب صدر نے حالیہ دنوں میں اپنے بیان میں پاکستان کو نوٹس دیا ہے کہ آپ ہمارا ساتھ دے کر بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور دہشت گردوں کا ساتھ دے کر بہت کچھ کھو سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کے محفوظ ہونے پر بھی اعتراض کیا ہے۔ آپ کو یہ صورت حال کس طرف جاتی ہوئی نظر آرہی ہے؟

رضاء الحق: یہ امریکی نائب صدر کا افغانستان کا ایک غیر اعلانیہ دورہ تھا۔ اسی دوران نائب صدر مائیک پینس نے جو باتیں کیں ان میں پاکستان کے لیے صدر ٹرمپ کا پیغام تھا کہ پاکستان کو نوٹس دیا جاتا ہے کہ اگر وہ ہمارا ساتھ دے گا تو اس کو کئی فوائد حاصل ہوں گے اور اگر دہشت گردوں کا ساتھ دیا تو کئی نقصانات بھی اُٹھا سکتا ہے۔ یہ دراصل اسی بیانیہ کا تسلسل ہے جو خاص طور پر ٹرمپ کے امریکی صدر بننے کے بعد سامنے آیا ہے۔ جو ایک بہت سخت رویہ رکھنے والا آدمی ہے۔ چند دن پہلے جیمز میٹس پاکستان آیا تھا اور اس نے دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی کوششوں کو سراہا تھا لیکن ساتھ ہی سی آئی اے کے ڈائریکٹر مائیک پمپیو نے بیان دیا تھا کہ ہم کسی بھی وقت پاکستان کے کسی بھی حصے میں ان ایشوز کے حوالے سے ایکشن لے سکتے ہیں جن میں ہمارے اور پاکستان کے درمیان اختلاف ہے۔ اسی طرح ریکس ٹیلرسن نے پاکستان میں آکر کچھ اور بیان دیا اور واپس امریکہ جا کر بیان دیا کہ پاکستان دہشت گردوں کو پالتا اور پورے خطے میں پھیلاتا ہے۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کے لوگوں کو بھی دہشت گردوں سے خطرہ ہے۔ گویا یہ بیانیہ اس طرف بھی جا رہا ہے کہ ممکن ہے ہمارے دشمن اس حوالے سے یہاں ایکشن لیں اور نام نامعلوم دہشت گردوں کا لگایا جائے۔ انہی دنوں میں اس طرح کے دو اور واقعات بھی ہوئے۔ امریکہ نے اپنی نئی نیشنل سکیورٹی سٹریٹیجی میں خاص طور پر پاکستان کے حوالے

مرتب: محمد رفیق چودھری

سے کہا ہے کہ وہ پورے مڈل ایسٹ اور جنوبی ایشیاء میں دہشت گردی کو پھیلاتا ہے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ چونکہ پاکستان کے بعض علاقے غیر محفوظ ہیں اس لیے خدشہ ہے کہ پاکستان اپنے جوہری ہتھیاروں کو محفوظ نہیں رکھ پائے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم انڈیا کو اس پورے خطے میں ایک کردار دیں گے کہ وہ پولیس مین کا کردار ادا کرے۔ نیز انڈیا کو ہم تمام مراعات اور تجارت کے مواقع غیر مشروط طور پر دیں گے لیکن پاکستان کے ساتھ ہم شرائط رکھیں گے کہ وہ دہشت گردی کے خلاف ہمارا کس حد تک ساتھ دیتا ہے۔ اس کے مطابق ہی ہم پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات کا تعین کریں گے۔

سوال: اس وقت امریکہ جو واویلہ مچا رہا ہے آپ کے خیال میں اس کو پاکستان سے کیا خطرہ ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں جنوبی ایشیاء میں پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ اس کو کوئی بھی نظرانداز نہیں کرسکتا۔ یہاں چائنہ کا سی پیک کا منصوبہ چل رہا ہے جسے امریکہ پسند نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ امریکہ افغانستان میں بھی ایک طرح سے پھنس گیا ہے۔ وہ 2001ء میں اپنی پوری نیٹو فوج کے ساتھ وہاں آیا تھا لیکن رفتہ رفتہ سارے نیٹو اتحادی اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ یہاں صرف امریکہ رہ گیا تھا اور اس نے بھی اپنی کچھ فوج واپس بلالی لیکن جب افغان طالبان نے اپنی کارروائیاں دوبارہ تیز کر دیں تو امریکہ دوبارہ اپنی فوج بڑھانے پر مجبور ہو گیا لیکن اس کے باوجود بھی اسے افغانستان میں کامیابی نہیں مل رہی۔ اب وہ اپنے انٹرنیشنل انٹرسٹ کی بنیاد پر یہاں سے واپس بھی نہیں جا سکتا اور جنگ جیت بھی نہیں رہا۔ لہٰذا اب وہ پاکستان کو قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے کہ وہ اب یہ جنگ جیت کر پلیٹ میں رکھ کر امریکہ کو پیش کرے۔ حالانکہ نائن الیون کے بعد پاکستان خود دہشت گردی کی لپیٹ میں آ گیا تھا لیکن پچھلے چار سالوں میں پاکستان نے کافی حد تک دہشت گردی پر قابو پا لیا ہے۔ لہٰذا اب یہ کنٹرول بھی ان کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے کیونکہ ان کی پالیسی یہ تھی کہ پاکستان کو اس جنگ میں پھنسا کر رکھنا ہے۔ لیکن اب ان کے پاس کوئی excuse نہیں رہا۔ جس کی وجہ سے وہ ایسے بیانات دے رہے ہیں۔

سوال: اس وقت جو اس کا بیان آیا ہے کیا یہ صرف الزام تراشی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ الزام تراشی نہیں ہے بلکہ وہ یہ چاہ رہا ہے کہ پاکستان ہمیں جنگ جیت کر دے۔ اگر زمینی حقائق کو دیکھا جائے تو اگر پاک افغان بارڈر میں کشیدگی موجود ہو تو پھر ان کے اس الزام میں کچھ وزن

ہوسکتا ہے لیکن اگر کشیدگی افغانستان کے علاقوں ہلمند اور خوست میں ہے تو پھر پاکستان کیا کرے۔ یہ ان کی دوغلی پالیسی ہے۔ حالیہ دنوں میں چائنہ میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں انہوں نے افغان طالبان اور پاکستان کے لوگوں کو بھی بلایا کیونکہ چائنہ چاہتا ہے کہ یہاں امن قائم ہوتا کہ سی پیک کا منصوبہ کامیابی سے ہمکنار ہو۔ لیکن امریکہ کو یہ تکلیف ہے کہ پاکستان نے اپنے اندر امن قائم کر دیا لیکن ہمارا افغان مسئلہ ویسے کا ویسے ہی ہے۔

سوال: ہم نے امریکہ کا ساتھ دے کر کتنا فائدہ حاصل کر لیا اور اگر پاکستان ساتھ نہیں دے گا تو اس کو کون سا نقصان ہوگا؟

رضاء الحق: نائن الیون کے بعد امریکہ کا ساتھ دے کر پاکستان کو اب تک اندازاً ایک سو بیس ارب ڈالر کا معاشی نقصان ہو چکا ہے اور تقریباً نوے ہزار جانیں گنوا چکا ہے۔ پہلے یہاں پر دہشت گردی نہیں ہو رہی تھی لیکن امریکہ کا ساتھ دینے پر ایک تحفہ یہ بھی ہمیں ملا۔ خاص طور پر 2006ء میں لال مسجد کے واقعہ کے بعد یہاں دہشت گردی بہت تیز ہوئی، ہمارے بارڈر پر دراندازی ہوئی اور یہاں بلیک واٹرز اور اُس جیسی دیگر تنظیموں کے اڈے بنے۔ اس دوران یہاں بدترین دہشت گردی ہوئی کیونکہ وہ دہشت گردوں کو سپورٹ کرتے تھے۔ بش کے دور سے اس کا آغاز ہوا اور ان کی سٹریٹیجی یہ تھی کہ وہ یہاں خوف کو بطور ہتھیار استعمال کریں۔ بہرحال وہ تو ہمارے دشمن ہیں، انہوں نے تو دشمنی کرنا ہی تھی لیکن سب سے بڑا سوالیہ نشان ہماری لیڈرشپ پر ہے کہ انہوں نے اس دور میں کیا کردار ادا کیا؟

سوال: انڈیا کی طرف سے بھی اب کافی گرم بیانات آرہے ہیں کہ مارچ 2018ء میں انڈیا پاکستان پر حملہ کرے گا۔ اسی طرح امریکن نیشنل سکیورٹی سٹریٹجی (2017ء) میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان اور انڈیا کے درمیان ایک ایٹمی جنگ کا خطرہ ہے۔ ان باتوں کا کیا مطلب ہے؟

رضاء الحق: یہ علاقہ پہلے ہی نیوکلیئر فلیش پوائنٹ ہے، چائنہ بھی یہاں موجود ہے۔ یہ تینوں ایٹمی ممالک ہیں اور اوپر سے امریکہ بھی اس علاقے میں کود پڑا ہے۔ اسی طرح روس بھی کسی نہ کسی طرح اس علاقے میں انوالو ہے۔ جب اتنے جوہری ممالک آپس میں ایک خاص سٹریٹیجی کے تحت تنازع میں ہوں تو نیوکلیئر ہتھیاروں کے استعمال کے چانسز ہوتے ہیں۔

سوال: ایسی صورت حال میں ایسے بیانات جلتی پر تیل کا کام نہیں کریں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: انڈیا اور پاکستان دونوں ہمسایہ ممالک ہیں۔ ان کی آبادیاں جڑی ہوئی ہیں لہٰذا دونوں ایٹمی جنگ نہیں کریں گے۔ لیکن اگر کبھی ایسا ہوا تو یہ بیرونی قوتوں کی شرارت ہوگی۔ اسی لیے وہ اشارے کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ نائن الیون کے بعد ان کی یہ بھی کوشش تھی کہ پاکستان میں بدامنی پیدا ہو۔ اس کے لیے انہوں نے یہاں دہشت گردی شروع کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اس پر کافی حد تک قابو پا چکا ہے لیکن پھر بھی دشمن طاقتیں اس حوالے سے زیادہ کام کر رہی ہیں۔ جبکہ پاکستان کی مقتدر قوتیں اپنے ذاتی مفادات کی جنگ میں اُلجھی ہوئی ہیں کہ کسی طرح ان کی اپنی کھال بچ جائے چاہے اس کے لیے پورا ملک ہی بیچ ڈالا جائے۔

> انڈیا اور پاکستان کی آبادیاں آپس میں جڑی ہوئی ہیں اس لیے یہ کبھی بھی ایٹمی جنگ نہیں کریں گے۔ لیکن اگر کبھی ایسا ہوا تو یہ کسی تیسری قوت کی شرارت ہوگی۔ اسی لیے وہ اس جنگ کے اشارے بھی کر رہی ہے۔

سوال: میاں نواز شریف صاحب کو نااہل کیا گیا تو انہوں نے ”مجھے کیوں نکالا“ کا نعرہ لگا کر عدلیہ کے خلاف محاذ کھول دیا ہے۔ دوسری طرف ڈاکٹر طاہر القادری ماڈل ٹاؤن کے شہداء کا کیس لے کر میدان میں ہیں۔ کیا یہ واقعی نظریات ہیں یا ذاتیات ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس وقت ملک کے اندر جو حالات بن رہے ہیں وہ بہت خطرناک ہیں۔ اصل میں ناانصافی کسی ایک طبقے کے ساتھ نہیں ہوئی بلکہ بہت سے طبقات کے ساتھ ہوئی ہے۔ لیکن اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ آپس کی دشمنی میں الگ الگ ہو کر کوئی قدم نہ اُٹھایا جائے بلکہ سر جوڑ کر مسائل کو حل کیا جائے۔ اداروں کو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر استعمال کرنے کی بجائے ملکی مفاد کے لیے استعمال کیا جائے اور مل کر ملکی بقا اور استحکام کے لیے کوشش کی جائے۔

سوال: نواز شریف نے کوئی بیرونی فرم بھی ہائر کی ہوئی ہے یہ کیا معاملہ ہے؟

رضاء الحق: روبرٹی گلوبل ایل ایل سی، جو ونسنٹ رابرٹی کی ملکیت ہے، یہ امریکہ کی مہنگی ترین لابسٹ فرم ہے۔ آصف زرداری بھی کسی زمانے میں اس سے استفادہ کر چکے ہیں۔ اب نواز شریف اس کو استعمال کر رہے ہیں۔ یہ کمپنی ہم نے قومی ایشوز کے لیے کبھی استعمال نہیں کی بلکہ ہمارے حکمران اپنے ذاتی دلچسپی کے معاملات کے لیے استعمال میں لاتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 1999ء میں جب نواز شریف کو معزول کیا گیا تھا تو اس کے ری ایکشن میں امریکن اخبارات میں ”روگ پاکستانی آرمی“ کے نام سے اشتہارات چھپے تھے۔ اس وقت بھی اسی طرح کی لابسٹ فرم کو ہائر کیا گیا تھا۔ یہ لابسٹ فرمز زیادہ دو طرفہ کام کرتی ہیں۔ یعنی ان کا دین ایمان سب کچھ پیسہ ہے، ایک فریق سے بھی پیسہ لیتی ہیں اور دوسرے فریق سے بھی پیسے لے کر اسے مشورے دیتی ہیں۔ زیادہ تر یہ اس طرح کی مشاورت دیتی ہیں کہ آپ ملک میں یہ یہ چیزیں تبدیل کریں تو عالمی قوتیں آپ کی مدد کر سکتی ہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ایک زمانہ تھا جب ایسی لابسٹ فرمز کو ملکی مفادات کے لیے کام میں لایا جاتا تھا۔ جیسے انڈیا ایک لابنگ فرم ہائر کر لیتا تھا اور اس مقابلے میں پاکستان کوئی اور فرم ہائر کر لیتا تھا تاکہ پاکستان کو اگر کوئی فوجی امداد مل رہی ہے تو انڈیا اس کی مخالفت نہ کر سکے یا اگر کوئی بل پیش ہو تو اس کے لیے لابنگ کی جائے۔ لیکن اب ہمارے حکمران ملکی مفاد کی بجائے ذاتی مفاد، اپنی شخصیت کو اُجاگر کرنے کے لیے ان فرمز کو کام میں لانے لگے ہیں۔ اس وقت اس کا مقصد دنیا پر یہ ثابت کرنا ہے کہ میں تو مغرب کے ایجنڈے کو فالو کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ فوج میرے آڑے آرہی ہے۔ اسی وجہ سے نواز شریف نے کبھی کلبھوشن یادیو کی مذمت نہیں کی۔ اسی طرح ان کے ذریعے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں چائلڈ لیبر بڑی استعمال ہو رہی ہے اس کے خلاف اقدام ہونا چاہیے۔ یا یہاں پر ہیومن رائٹس کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں وغیرہ۔ ایسے ایشوز پر باہر کی قوتوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور حکومتیں چاہتی ہیں کہ ان ایشوز کو اُٹھایا جائے

تاکہ ہماری ریٹنگ بڑھ جائے۔

سوال: رابرٹی گلوبل کے ذریعے نواز شریف نے کیا خدمات حاصل کیں؟

رضاء الحق: رابرٹی گلوبل فرم کی سپیشلائزیشن فارن افیئرز میں زیادہ ہے۔لیکن یہاں وہ ایک پل کے طور پر کام کرتی ہے۔ یوں کہہ لیں کہ ایک شخص پاکستان میں نااہل ہوگیا اور اب اس کی بات سنی ہی نہیں جارہی اور وہ چاہتا ہے کہ میں دوبارہ کسی طریقے سے سیاست میں ان ہو جاؤں۔ اس کے لیے لابسٹ فرم اس کو امریکہ کی مقتدر قوتوں کا منظور نظر بنائے گی اور اس کے لیے وہ اس کو چند مشورے دے گی۔ مثلاً آپ اقلیتوں کو حقوق دینے کے لیے یا عورتوں کی آزادی کے لیے قانون میں تبدیلی لائیں تو عالمی قوتیں آپ پر زیادہ توجہ فرمائیں گی۔ لہٰذا پھر ان کے مشورے کی بنیاد پر آئین میں تبدیلیاں آتی ہیں تاکہ عالمی طاقتوں کو خوش کیا جائے۔

سوال: نواز شریف صاحب نے اس فرم کو کتنے پیسے دیے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: روبرٹی گلوبل کی ویب سائیٹ پر جو اعداد و شمار ظاہر کیے گئے ہیں ان کے مطابق یہ سودا 7,50,000 ڈالر ماہانہ کے حساب سے ہوا ہے۔ اب یہ پیسے نواز شریف کی ذاتی جیب سے گئے ہیں یا قومی خزانے سے گئے ہیں اس کا ذکر وہاں پر نہیں ہے۔ البتہ پاکستان کے لحاظ سے یہ بہت بڑی رقم ہے

رضاء الحق: لابسٹ فرم کے حوالے سے دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ ایک تو باہر سے جو پریشر آتا ہے، مثلاً اقوام متحدہ، ہیومن رائٹس واچ، امریکہ، یورپی یونین وغیرہ جو پریشر ڈالتے ہیں وہ ایک مختلف چیز ہے۔ لیکن ایک پریشر ہمارے ملک کے اندر سے ڈالا جاتا ہے۔ یعنی باہر کی قوتوں کے ایسے آلۂ کار یہاں موجود ہوتے ہیں جو بیرونی ایجنڈے کے مطابق تبدیلی پیدا کرنے کے لیے پہلے سے تیار ہوتے ہیں۔

سوال: اس وقت عمران خان جو کچھ کررہے ہیں اُس سے آپ کو نہیں لگتا کہ انہوں نے بھی اپنی انا کا مسئلہ بنایا ہوا کیونکہ وہ اب طاہر القادری کے ساتھ بیٹھ گئے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بات شروع کسی اصول سے ہوتی ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ اپنی ذات پر آ جاتی ہے۔ گویا حب علی نہیں بلکہ بغض معاویہ والی بات بن جاتی ہے۔ حالانکہ طاہر القادری اور عمران میں کوئی قدر مشترک نہیں ہے، اسی طرح عمران اور زرداری میں کوئی قدر مشترک نہیں ہے۔ عمران خان کا اپنا ایک امیج بنا ہوا تھا کہ وہ اصول پسند ہیں۔ اگر اس میں کوئی حقیقت تھی تو پھر انہیں اپنی اصول پسندی پر چلنا چاہیے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمارے سیاستدان دشمنوں کے ایجنڈے کو ہی لے کر چل رہے ہیں۔

سوال: اس وقت اندرونی طور پر جو تحریک اٹھنے والی ہے کیا اس تحریک کو چلنا چاہیے؟

> روبرٹی گلوبل کی ویب سائیٹ کے مطابق سابق معزول وزیراعظم نواز شریف نے 7,50,000 ڈالر ماہانہ کے عوض اس فرم کو ہائر کیا ہے تاکہ وہ نواز شریف کی سیاست میں واپسی کا راستہ ہموار کرے۔ یہ رقم قومی خزانے سے جائے گی یا نواز شریف کی جیب سے یہ کوئی نہیں جانتا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اگر تو عمران خان اور طاہر القادری کا اداروں پر اعتماد ہے جیسا کہ وہ خود بھی کہتے ہیں اور انہیں اداروں نے عمران خان کو بھی بری کیا ہے اور نجفی رپورٹ بھی آگئی ہے تو لہٰذا نہیں چاہیے وہ ان اداروں سے ہی رجوع کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ادارے بالکل نیوٹرل کام کر رہے ہیں۔ جبکہ دھرنوں سے ملک میں مزید انتشار اور بدامنی پھیلے گی اور ملک کا نقصان ہوگا۔

رضاء الحق: موجودہ صورت حال میں اور بھی دو چیزیں قبل ذکر ہیں۔ بیرونی ایجنڈے کے مطابق ایک فورتھ جنریشن وارفیئر ہے جس کے تحت ملک کو اندر سے کمزور کرنا مقصود ہے۔ وہ ہمیں سامنے نظر آرہا ہے کیونکہ ہماری سیاسی جماعتیں کسی بھی ایشو پر اکٹھا ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ ملک کے استحکام کے لیے بھی اکٹھا ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک ففتھ جنریشن وارفیئر بھی چل رہی ہے جس میں میڈیا کے ذریعے لوگوں کو انتشار اور خوف میں مبتلا کرنا مقصود ہے۔ ممکن ہے آج سے پچیس سال پہلے بھی ایسے بے شمار دھرنے ہوتے رہے ہوں گے لیکن ان کی اتنی hype نہیں ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے یہ دھرنے بھی بیرونی ایجنڈے کو تقویت دینے کے لیے ہیں۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ سب عدالت میں جائیں اور ملکی مفاد عزیز ہو تو چاہے ان کے ساتھ ناانصافی بھی ہو تو برداشت کریں۔

سوال: ان حالات میں جبکہ پاکستان پر بیرونی خطرات بھی منڈلا رہے ہیں ہم اپنے ملک کو اندرونی طور پر کیسے مضبوط کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمیں عقل مندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے گھر کو محفوظ کرنا چاہیے۔ اس کے لیے ہمارے میڈیا، سیاستدانوں اور دانشوروں کو اندرونی استحکام کے حوالے سے مل بیٹھ کر سوچنا چاہیے اور قوم کو بیرونی خطرات کے حوالے سے تیار کرنا چاہیے۔ یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب ہم آپس کی لڑائی کو پس پشت ڈالنا گوارا کر لیں۔ عمران خان نے KPK میں کچھ اچھے کام بھی کیے ہیں۔ اس وقت انہیں چاہیے کہ وہ اپنا منشور قوم کے سامنے رکھیں کہ میں اگر اقتدار میں آؤں گا تو لوگوں کی بھلائی کے لیے فلاں فلاں کام کروں گا۔ انہیں منفی انداز کی بجائے مثبت انداز میں کام کرنا چاہیے۔ انہیں چاہیے کہ وہ رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کریں اور لوگوں کو بیرونی خطرات سے بھی آگاہ کریں۔ اس وقت جو ملک میں جو افراتفری کی صورت حال بنتی جارہی ہے اس کو ختم کریں تاکہ اگلا الیکشن بالکل شفاف ہو اور اس میں جو بھی لوگ برسر اقتدار آئیں وہ اس ملک کی بہتری کے لیے کام کریں۔

رضاء الحق: ہمارے ملک میں لیڈرز بہت ہیں لیکن ہمیں یہاں پر ایک سٹیٹس مین کی ضرورت ہے جو مدبرانہ طور پر قوم کو آگے لے کے چل سکے۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت کوئی ایسا شخص میدان سیاست میں نظر نہیں آرہا۔ ان حالات میں عمران خان ایک رول ادا کر سکتے تھے مگر وہ بھی دھرنوں کی سیاست سے ملک کو نقصان کی طرف ہی لے کر جارہے ہیں۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

شب گزیدہ سحر......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ایک سال اور بیت چلا۔ پہلے پہل تو پلوں کے نیچے بہت سا پانی بہہ جانے کی بات ہوا کرتی تھی۔ نائن الیون کے بعد دنیا جو موڑ مڑی، اب تو پلوں کے نیچے سے خون بہنے لگا۔ حق اور انصاف کا خون، دیانت وامانت سچائی کا خون، قومی وبین الاقوامی قوانین کا خون، اقدار وروایات کا خون، حیا اور غیرت کا خون، مسلمانوں کے خون کی بہتی ندیوں کے ہمراہ! دجالیت تکلف برطرف کر کے اب سر بازار رقصاں ہے۔ پوری امت سہم کر منقار زیر پر ہوگئی۔ بدترین حکمران ٹرمپ، مودی، سوچی، نیتن یاہو، بشارالاسد، پیوٹن، حسینہ واجد، السیسی نما بھیڑیے قوموں کا مقدر ٹھہرے۔ اصطلاحات کی نئی لغت مرتب ہوگئی۔ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنون! اور یہ بھی تو کہ جتنے بھی عیب تھے وہ ہنر ہو کے رہ گئے!

سال گزشتہ کا المیہ سب پر بھاری رہا۔ وہ سرزمین جس نے توحید کا پرچم قیصر وکسریٰ کے ایوانوں پر لہرایا تھا، شرق تا غرب، تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا۔ ایشیا کے میدانوں، یورپ کے برف زاروں، افریقہ کے ریگستانوں، بحر ظلمات تا دیوار چین صدائے توحید نے لرزا طاری کیے رکھا۔ قوی سلطنتوں سے جا ٹکرانے والے عرب کے بادیہ نشینوں سے عثمانی ترکوں تک نے (1924ء تک) شریعت کی حکمرانی بصورت خلافت عثمانیہ قائم رکھی۔ ادھر ڈوبے ادھر نکلے کی کیفیت رہی۔ بے مثل سادگی اور فقر کی شان کی جگہ اب ہم سونے کی برقی سیڑھیوں اور فلش کی سیٹوں، نلکوں ٹونٹیوں تک آ پہنچے۔ نتیجہ گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی۔! سعودی عرب پر روشن خیالی بلا بن کر نازل ہوئی۔ تثلیث کے فرزندوں کے ہاتھ اللہ کے گھروں کی حرمت داؤ پر لگ گئی۔ امت نے وہ دن دیکھا جب بیت المقدس اسرائیل کا دارالخلافہ قرار دے دیا گیا۔ بھلے دنیا قراردادیں پاس کرتی رہے۔ یہ زری اشک شوئی ہے۔ عملی فائدہ صفر ہے۔ عراق کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ نہ ملین مارچ نہ قراردادیں! زبردست کا ٹھینگا سر پر۔ فلسطین میں یہودی آبادکاری پر قراردادوں کا رتی بھر اثر نہ ہوا۔ مسلم دنیا میں انتشار پھیلانے کا ایجنڈا تیزی سے (فاسٹ فارورڈ پر) آگے لے جایا جا رہا ہے۔

ایک طرف سعودی عرب کے تقدس پر جدیدیت کے داغ دھبے تیزی سے ابھرتے چلے آ رہے ہیں، دوسری جانب کشنر کا کردار (ٹرمپ کا یہودی داماد) لارنس آف عریبیا سے کچھ کم نہیں۔ پہلے قطر سے جھگڑا، خلیجی ممالک کے مابین پھوٹ ڈالی گئی۔ اب ترکی سے منہ ماری جاری ہے۔ عرب امارات سے عبداللہ بن زاید النہیان نے ترک عرب اختلافات کو ہوا دینے والے بیانات داغے، جس سے باہم تلخی پیدا ہوئی۔ اس جلتی پر تیل ڈالنے کا کام سعودی ذرائع ابلاغ نے کیا۔ لسانی، نسلی اختلافات سامنے لائے گئے۔ اس نازک وقت پر جب کھلی آنکھیں گریٹر اسرائیل ایجنڈا آگے بڑھتے دیکھ رہی ہیں، باہم سرپھٹول اور اہم مسلم ممالک کی اسلامی شناخت کی بربادی کس درجے پریشان کن ہے۔

عجب طرفہ تماشا ہے کہ شہباز شریف اچانک سعودی عرب کے خصوصی طیارے پر ریاض لے جائے گئے؟ اس کے بعد نواز شریف بھی تشریف لے جا چکے ہیں؟ کشنر پلان کا حصہ ہے، کسی این آر او کی تیاری ہے، یا قومی مفاد کے حصول؟ یہ تو وقت بتائے گا۔ تاہم یہ طے شدہ امر ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ اہم ترین ملک ایٹمی پاکستان ہے جو دنیا کی آئندہ نقشہ گری صورت گری کرنے والوں کے نزدیک زیر دام لانا ضروری ہے۔ شہباز شریف پوری فدویت کے ساتھ پنجاب بھر میں برطانوی تعلیمی مشیروں کے ذریعے تعلیمی نظام کو مکمل سیکولرائز کرنے اور روشن خیال پالیسیاں پروان چڑھانے میں نہایت مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔

امریکہ یوں بھی تیور بدلے ہوئے، پاکستان کی بانہہ مروڑنے پر کمربستہ ہے۔ آئے روز کی گھرکیاں، دھمکیاں، الزام تراشیاں جاری ہیں۔ گاجر ڈنڈا پالیسی میں ڈنڈا بڑھتا جا رہا ہے گاجریں کم پڑ رہی ہیں۔ 33 ارب ڈالر کے عوض ہم نے ان کے خیال کے مطابق سہولت کاری کا حق ادا نہیں کیا۔ کابل امریکی جنگ میں اس وقت بدترین آگ میں جھلس رہا ہے۔ سرا امریکہ کے ہاتھ نہیں آ رہا۔ وہ یہ جنگ ہار کر پاکستانی کھمبا نوچے چلا جا رہا ہے۔ ہمارے ایٹمی پروگرام پر وہ میلی نگاہ رکھتا ہے، اس سے غافل ہو رہنا زہر قاتل ہوگا۔ دوستی کے کسی دھوکے میں آنے کی بجائے اپنا دفاع مضبوط اور گھر درست کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر فدویت کے اظہار میں سیاسی پارٹیاں اور صوبے قومی تشخص نگلے چلے جا رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا میں بچوں کی ابتدائی جماعتوں میں انگریزی مسلط کیے جانے کا ہیضہ تعلیمی معیار کو تباہ کر رہا ہے۔ اردو اور مادری زبان بارے اساتذہ کو ہدایت ہے کہ صرف بات سمجھانے کی غرض سے استعمال کی جائے۔ (سب سے پہلے پاکستان، سب سے آخر قومی زبان!) تاہم یہ بھی دیکھیں کہ جب اساتذہ ہی انگریزی پر عبور کے حامل نہ ہوں تو سوائے تعلیمی افراتفری کے تعلیمی اداروں کا مصرف کیا رہ جائے گا؟ سعودی ولی عہد کو جدیدیت کا خمار چڑھا تو ایک پینٹنگ پر 450 ملین ڈالر لٹا کر ترقی کی ساری منزلیں سر کر لیں۔ ہمارے ہاں یہی خمار انگریزی زبان کا غبار بن کر دل دماغ پر چھایا ہوا ہے۔ یہ امت خرافات میں کھو گئی۔ نئی نسلیں اسی بک جھک میں تعلیمی اعتبار سے حد درجے پست معیار پیش کر رہی ہیں۔

قومی ترقی کا ایک اہم پیمانہ نسل نو کی تعلیمی، علمی پیش رفت بھی ہوا کرتی ہے۔ اب ساری خبریں چھوٹی عمروں میں عشق عاشقی، خودکشیوں، گھر سے بھاگنے کے گرد گھومتی ہیں۔ مثلاً کراچی میں 16 سالہ لڑکی کا بڑی بہن کے ہاتھوں قتل۔ ویڈیوز بنانے اور بلیک میلنگ کا شاخسانہ۔ یہ ہے قوم کا مستقبل؟ ایک بہن مردہ در گور! خاندان زندہ در گور۔ ہوش سنبھالنے سے پہلے موبائلوں کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ یہ ہے روشن خیالی، جدت، جدیدیت اور ترقی کے نئے پیمانے۔ ہم پرویز مشرف کے بوئے بیج اب بصورت فصل کاٹ رہے ہیں۔ سعودی عرب بگ ٹٹ اب اس راہ پر گامزن ہے جہاں امریکہ کی سب سے بڑی سینما چین،

اے ایم سی انٹرٹینمنٹ ، کے ساتھ معاہدہ طے پایا ہے 300 سینما گھروں تھیٹر اور 2000 سے زائد سکرینوں کے انتظام واہتمام کا۔ فتنۂ دجال کے مقابل مسلمان کی پناہ گاہ کیا ہوگی؟ غزوۂ تبوک کی سرزمین پر سینما گھر اور تھیٹر بنیں گے؟

ہمارے نوجوان کہاں ہیں؟ سوشل میڈیا پر منہمک! سوشل میڈیا کیا کررہا ہے؟ پچھلے دنوں ایک فلسطینی کی ریڑھی سے یہودی کمانڈوز نے 3 مالٹے چوری کیے تھے۔ یہ ویڈیو اپ لوڈ ہوگئی اور وائرل ہوگئی۔ من موجی سوشل میڈیا! پوری سرزمین فلسطین یہودی نگل گئے لیکن 3 مالٹوں کی چوری زیادہ بڑی عالمی خبر ٹھہری! ایک امریکی بچے کی اس کے ہم جماعتوں نے بے دردی سے دھنائی پٹائی کردی۔ ماں کو رو رو کر اس نے بپتا سنائی۔ 3 دن میں 22 ملین نے ہاتھوں ہاتھ لے کر دیکھا۔ امریکی (Bully) بدمعاش نے دنیا میں خون کی ندیاں بہا دیں ماتھے پر بل نہ آیا۔ بہت شور سنتے تھے سوشل میڈیا کا!

انسانی ہمدردی کے پیرائے میں کلبھوشن کو بچھڑی ماں اور بیوی سے ملوانے کا اہتمام ہوا۔ وہ جو رنگے ہاتھوں پکڑا گیا را کا کارندہ۔ جس نے جاسوسی اور تخریبی کارروائیوں کا تین مرتبہ اعتراف کیا 17 مرتبہ پاکستان آیا اور گیا۔ را کا نیٹ ورک پاکستان کے مختلف حصوں میں قائم کیا اور باقاعدہ ایجنٹوں میں بھاری رقوم تقسیم کیں۔ یہی کام ریمنڈ ڈیوس کرتا رہا۔ دھماکے کرواتا، دونوجوان دن دہاڑے روند کر پورے عزت واحترام بلکہ تزک واحتشام سے چارٹرڈ طیارے میں بھجوا دیا۔ (دہشت گردی اور پھانسیوں کے پھندے تمام شرعی حلیوں والوں پر یک طرفہ مسلط کیے گئے) کلبھوشن سے مہربانی کا نقد انعام چکانے میں بھارت نے ذرا دیر نہ کی۔ لائن آف کنٹرول پر 3 فوجی جاں بحق کر کے ہمیں رسید دے دی۔ کیکراں تے انگور چڑھایا تے ہر خوشہ زخمایا ہو!

ادھر 2003ء سے مشرف کے ہاتھوں ننھے بچوں سمیت FBI کو تھمائی گئی قوم کی مظلوم بیٹی عافیہ پر 14 سال ہونے کو آ گئے۔ غم یعقوب میں گھلتی پگھلتی بوڑھی ماں، پوری قوم پوری امت کے خلاف حجت ہے۔ ہر حکمران کے اقتدار پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔ امریکہ کو 17 سال ہمہ نوع سہولتیں فراہم کرنے کے عوض ایک بیٹی نہ چھڑوا سکے؟

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے!

وہ قوم کی لائق فائق ذہین وفطین باشعور بیٹی جو عقوبت خانوں جیلوں میں ہر ظلم اذیت تشدد سے ہو گزری۔ ایک بچہ چھین کر مار ڈالا، دو جدا کر کے بالآخر نانی کے در پر لا ڈالے۔ پورا خاندان پارہ پارہ ہوگیا۔ آخری ملاقات پر پاکستانی قونصل خانے کی اہلکار نے اسے کمزور نحیف ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ چادر میں لپٹا جیل میں پڑا پایا! انسانی ہمدردی کے نام پر نامی گرامی بدمعاشوں کے حقوق گردانے گئے، ادا ہوئے۔ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی! کیا ہم ڈاکٹر عافیہ کی والدہ بہن بچوں کو ملاقات کا حق دلوانے سے بھی قاصر ہیں؟ 2018ء......؟ وہی داغ داغ اجالا وہی شب گزیدہ سحر! امریکہ پرستی کا سفینہ ڈوبنے تک حالات کیونکر بدلیں گے! ☆☆☆

گوشۂ تربیت

انفاق فی سبیل اللہ

صحابہ کرام ؓ کا ذوقِ سخاوت

محمد وسیم

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی تربیت اس انداز میں فرمائی کہ وہ ہر وقت اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے تیار رہتے، اور ایک اشارہ پر اپنا سرمایہ اور جمع پونجی پیش کر دیتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ عرب کے ممتاز تاجروں اور صاحبِ ثروت لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ اسلامی تاریخ میں آپ کی سخاوت اور فیاضی نے ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔ آپ ؓ نے جس بے لوث انداز میں اپنے مال کو خرچ کیا اور اور منشائے نبوی کے مطابق حاضر کیا خود اس کی تائید کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے چند دنوں قبل فرمایا کہ: مجھے سب لوگوں سے بڑھ کر ابوبکر ؓ نے اپنی صحبت اور مال سے ممنونِ احسان کیا ہے، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر ؓ کو بناتا، لیکن ہمارا باہمی تعلق اسلامی بھائی چارے اور محبت کا ہے۔ (بخاری)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر ؓ کے مال نے پہنچایا ہے۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق ؓ آبدیدہ ہوگئے اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اور میرا مال سب کچھ آپ ہی کا تو ہے۔ (مسند احمد)

سیدنا عثمان غنی ؓ کی سخاوت اور فیاضی تو ضرب المثل ہے، بلاشبہ سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ میں آپ ؓ ممتاز شان رکھتے ہیں۔

9ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے، چونکہ یہ زمانہ نہایت تنگی کا تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ کو سخت تشویش ہوئی، اور صحابہ کرام ؓ کو جنگی سامان کے لیے مال وزر سے اعانت کی ترغیب دلائی، اکثر لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔

سیدنا عثمان ؓ نے دس ہزار سے زیادہ فوج کو اپنے خرچ سے آراستہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت عثمان ؓ نے ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور سامانِ رسد کے لیے ایک ہزار دینار پیش کیے۔ حضور اکرم ﷺ اس فیاضی سے اس قدر خوش تھے کہ اشرفیوں کو دستِ مبارک سے اچھالتے تھے اور فرماتے تھے: آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (خلفائے راشدین)

تمام صحابہ کرام ؓ کا مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں یہی مزاج تھا۔ اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق وہ خرچ کرنے میں لگے رہتے تھے۔

الحمد للہ! آج بھی امت میں بہت سے اہل خیر اور راہِ خدا میں خرچ کرنے والے سخی وفیاض موجود ہیں۔ لیکن ایک تصویر ہمارے معاشرہ کی یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگ دینی معاملات میں خرچ کرنے میں پس وپیش کرتے ہیں اور دنیوی امور میں دھڑلے سے پیسہ لٹا دیتے ہیں۔

آج اسلام دشمن طاقتوں کی صورتِ حال یہ ہے کہ وہ اپنی تنخواہوں اور آمدنیوں کا ایک حصہ اپنے مشن کے لیے مختص کیے ہوئے ہیں۔ بارہا آپ نے پڑھا اور سنا ہوگا کہ اسرائیل کی بہت ساری مصنوعات اور یہودیوں کی بہت سی کمپنیاں ہیں جن کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ وہ اپنے ناپاک اور انسانیت دشمن مقاصد کے لیے لگاتے ہیں۔ ہمیں جائز حاجات اور ضروری چیزوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اپنے پیسے کو دین کے لیے اور اس کی نشر واشاعت کے لیے لگانے کی فکر کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے! کیوں کہ خدا کا دین اس کی اشاعت اور تبلیغ کے لیے کسی فرد خاص اور شخص معین کا محتاج نہیں، وہ جس سے چاہے اپنے عظیم دین کا کام لے سکتا ہے۔ ☆☆☆

اسلام کا تصورِ معاشرت

امجد علی رشید

متقی سے مراد وہ انسان ہے جو اللہ کے خوف سے گناہ کی ہر شکل سے اجتناب کی کوشش کرے اور صالح سے مراد وہ انسان ہے جو تمام اعمالِ صالحہ بجالانے کی سعی کرے۔

معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے، دینِ اسلام نے معاشرے کی تشکیل و تنظیم کے لیے بھی باقاعدہ اصول وضع کیے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کے جوڑے پیدا کر کے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیے۔

اس آیت سے دو اصول نکلتے ہیں۔ پہلا یہ کہ تمام انسان نفسِ واحدہ سے پیدا ہوئے لہٰذا برابر ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس اخوت کا قیام و دوام تعلق باللہ پر منحصر ہے۔ اسلامی معاشرہ انہی دو اصولوں پر قائم ہے۔ اسلام کا معاشرتی نصب العین یہ ہے کہ زندگی کی ضرورتوں اور کفالتوں میں سارے انسان ایک برادری کے مانند ہیں اور اس خاص دائرے میں زندہ رہنے اور پھلنے پھولنے کا حق سب کو حاصل ہے۔ خود توحید کا عقیدہ نسل انسانی کی شیرازہ بندی کو مستحکم کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ نسل انسانی کی وحدت کے اس استحکام کے لیے روحانی دعوت کو خاص اہمیت دی گئی ہے کیوں کہ صرف مادی وسائل کے ذریعے جو شیرازہ بندی ہوتی ہے وہ یقینی نہیں ہوسکتی، اس لیے روحانی عقیدوں کے ذریعے وحدت و تنظیم پر زور دیا گیا ہے۔ یہی کام انبیائے کرام علیہم السلام کرتے رہے اور اس سلسلے کی آخری دعوت آنحضرت ﷺ کی تھی۔ اسلامی معاشرے کی ابتدا مدینے میں ہوئی جس میں مہاجرین و انصار اور اہل کتاب کو ایک تنظیم کی شکل دی گئی۔ اس سے ایسی عظیم بنیاد بنی جو دنیا بھر میں مندرجہ ذیل خصائص کے لیے امتیاز رکھتی ہے۔

☆ مساوات: رنگ، نسل، قبیلہ اور ذات پات کو ترک کر کے تقویٰ کو فضیلت قرار دیا گیا ہے۔

☆ بنیادی انسانی ضرورتوں میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک۔

☆ انسانی حاکمیت کی جگہ اللہ کی حاکمیت قائم کر کے سب انسانوں کے لیے عدل و انصاف کی صورت مہیا کرنا، اسلام نے رواداری اور آزادی ضمیر کا اعلان کیا، دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کے تحفظ کا یقین دلایا۔ اسلام نے ایفائے عہد کو لازم قرار دیا اور معاشرتی زندگی کی ایسی تنظیم کی جو افراط و تفریط سے محفوظ ہے۔ اسلامی معاشرہ رنگ، نسل اور علاقے کے تعصبات سے بالاتر ہے۔ اسلام میں ذات پات کی کوئی اہمیت نہیں، چنانچہ گورے کو کالے پر یا عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ قبائل و شعوب کی بنا پر کسی پر برتری ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف تقویٰ ہی باعث فضیلت ہے۔ قبائل و شعوب تو محض تعارف کے لیے ہیں۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک وجود سے پیدا کیا۔ اس آیت میں ایک نسلی وحدت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اسلام نے جذبہ اخوت اسلامی پر بڑا زور دیا ہے تاکہ صالح معاشرے کے قیام و استحکام میں مدد ملے۔

ارشاد الٰہی جس کا مفہوم یہ ہے: تمام مومن بھائی بھائی ہیں، ان کے مابین صلح و مصالحت کی کوشش کرو، اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

اسی طرح ارشاد ہے: اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو۔ اخوت کی یہ روح معاشرے کے تمام اعمال و مظاہر میں منعکس ہے۔ اسی سے وہ مساوات پیدا ہوئی جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس کی ایک مختلف اور نمایاں مثال اسلام کی ایک عظیم عبادت حج میں ملتی ہے۔ اس موقع پہ مختلف اقوام اور افراد کی ایک شخصی حیثیت کالعدم ہوجاتی ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے الفاروق میں لکھا ہے کہ شام کا امیر جبلہ غسانی جس نے حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں اسلام قبول کر لیا تھا، ایک بار حج کے دوران کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک اس کی چادر کے گوشے پر ایک بدوی کا پاؤں جا پڑا۔ جبلہ نے طیش میں آ کر اس بدوی کو تھپڑ مارا۔ اس بدوی نے یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے روبہ رو پیش کیا۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ جواباً وہ بدوی بھی امیر جبلہ کو تھپڑ مارے۔ اس پر جبلہ نے کہا کہ ہم تو وہ ہیں کہ اگر کوئی شخص ہم سے گستاخی کے ساتھ پیش آئے تو وہ قتل کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جاہلیت میں ایسا تھا مگر اسلام نے شاہ و گدا اور پست و بلند کو ایک کر دیا۔

احترام آدمیت اسلامی معاشرے کا دوسرا اہم اصول ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کی اور انہیں پاکیزہ جگہوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت بخشی۔ اسلام نے انسان کی حیثیت، عزت و حرمت تسلیم کروائی ہے۔ ماں باپ، بیوی وغیرہ و دیگر افراد خاندان کو جذبات اور انسانی بنیادوں پر اہم مرتبہ دیا۔ مرد کو امور زندگی کا نقیب قرار دیا اور عورت کو مرد کا مونث قرار دے کر اسے باوقار حیثیت دی۔ غلام کو آزادی کی بشارت دی، مسکین کی دل داری کی، مسافر کی حفاظت و مہمان داری اور کفالت کی، یتیم کو عزت کا مقام بخشا، ہمسائے کے ساتھ ہمدردی پیدا کی، بیوہ کو باعزت زندگی کا پورا حق دیا۔ احترام انسانیت کے سلسلے میں قابل ذکر امر یہ ہے کہ اسلام نے غلامی کے مسئلے کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے حل کیا۔

اور اس رسم قبیح کو جو دنیا میں راسخ تھی بڑی حکمت سے مٹایا۔ اسلام نے غلاموں کو اپنے آزاد آقاؤں کے برابر کر دیا۔ آزاد مسلم آقاؤں نے بھی ان کے ساتھ کسی قسم کا فرق روا نہ رکھا۔ وہ اپنے غلاموں کو ایک ہی دسترخوان پر ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ اسلام نے غلاموں اور لونڈیوں کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر بام عزت تک پہنچنے کے مواقع عطا کیے اور ان کے ذہن سے احساس کمتری کو دور کیا۔ غلاموں اور لونڈیوں کو معاشرے میں بڑا شریفانہ اور باعزت مقام دلایا۔ فتح مکہ کے بعد اذان دینے کا شرف بھی حضرت بلال حبشیؓ کے حصے میں آیا، اور جب سرداران قریش کو یہ بات ناگوار گزری تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت نازل فرما کر مساوات کا درس دیا اور وضاحت کر دی کہ بزرگی اور عزت کا معیار خاندان نہیں، بلکہ تقویٰ اور ذاتی نیکی ہے۔

اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کے فضائل پر زور دیا ہے اور ان کے ساتھ احسان اور نیک سلوک کرنے کی

تاکید کی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ زکوٰۃ کی آمدنی کی ایک خاص مد کو اس طبقے کے لیے مقرر کیا ہے تاکہ یہ رقم غلاموں کو آزادی دلانے پر صرف کی جائے۔ عام طور پر کسی غلام کو آزاد کرنے کی پوری قیمت یا اس کی آزادی کا معاوضہ ادا کرنا ہر شخص برداشت نہیں کر سکتا اس لیے زکوٰۃ کی مجموعی رقم سے اجتماعی طور پر اس فرض کو ادا کرنے کی صورت تجویز کی گئی ہے۔

اسلام نے غلاموں کے حقوق کی رعایت پر اس قدر زور دیا ہے اور ایسے احکام وقوانین نافذ کیے ہیں کہ غلامی، غلامی نہ رہی بلکہ معاشرے کا ایک مساویانہ عنصر بن گئی۔ یہی نہیں بلکہ اسلام نے غیر مسلم اقوام کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا اور ان کے حقوق کی حفاظت کی یعنی ان کی جان، مال اور دین کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ مثال کے طور پر حضرت عمرؓ بن خطاب نے اپنے دور خلافت میں بیت المقدس کے عیسائیوں کو از روئے معاہدہ جو حقوق دیے ان کی تفصیل یہ ہے۔

یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ نے اہل ایلیا کو دی۔ یہ امان جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام اہل مذہب کے لیے ہے، اس لیے نہ ان کے معبدوں میں سکونت اختیار کی جائے گی اور نہ وہ منہدم کیے جائیں گے۔ نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور نہ ان کے مال میں کچھ تخفیف کی جائے گی۔ مذہب کے بارے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔

یہ حقوق صرف اہل ایلیا کے لیے مخصوص نہ تھے بلکہ تمام مفتوحہ اقوام کو دیے گئے اور دیے جاتے رہے اور ان کے عہد ناموں میں موجود ہیں۔ قرآن مجید میں اسلام نے معاشرے کے لیے جس ماحول کی تشکیل کی اس سے بعض خاص صفات کا انسان سامنے آتا ہے۔ یہ صفات دو لفظوں میں یوں بیان کی جا سکتی ہیں: متقی اور صالح۔ متقی سے مراد وہ انسان ہے جو اللہ کے خوف سے گناہ کی ہر شکل سے اجتناب کی کوشش کرے اور صالح سے مراد وہ انسان ہے جو تمام اعمال صالحہ بجا لانے کی سعی کرے جن سے حیات میں پاکیزگی، معاشرے میں نیکی اور زندگی کے نیک مقاصد کو ترقی نصیب ہو سکتی ہے۔

اسلام میں اعمال صالحہ کی بڑی اہمیت ہے اور اس سے مراد صرف عبادات نہیں بلکہ زندگی کے وہ تمام انفرادی اور اجتماعی اعمال ہیں جن کا مقصد معرفت حقائق الٰہیہ کے ذریعے رضائے الٰہی کا حصول، خدا کے بندوں کی خیر خواہی، نیکی کی حدود کی توسیع، برائی کا استحصال اور برتر معاشرے کا قیام ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صالح انسان یعنی مسلمان، اپنی زندگی کے ساتھ علم وحکمت، مستعد اور سرگرم عمل اور باجلال مگر شفیق انسان ہوگا۔ قرآن کے تصور عمل میں نیک مقاصد کے لیے ہر سعی کے علاوہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ہر اقدام شامل ہے، معرفت حقائق سے لے کر تسخیر کائنات تک اور جہاد نفس سے لے کر منکرات کے خلاف جہاد بالسیف تک ہر عمل اس انسان کے کردار کا جزو ہوگا جس پر اسلام کے معاشرتی اصول زور دیتے ہیں۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر، سول انجینئر، 48 سالہ، ذاتی کاروبار، باشرع کو پہلی بیوی کے بستر علالت پر ہونے کی وجہ سے صوم وصلوٰۃ کی پابند 40 سال سے زائد عمر والی بغیر بچوں کے خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-8491407

☆ مقامی تنظیم لطیف آباد کی رفیقہ، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس سی، امور خانہ داری میں ماہر، دینی مزاج کی حامل کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0312-1311790

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 35 سال، تعلیم ایف اے، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رفیق تنظیم اسلامی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0316-4447833
0300-4519072

☆ رفیق تنظیم کی بھانجی، بیوہ (شادی کے ڈیڑھ سال بعد شوہر کا انتقال ہو گیا)۔ عمر 28 سال 'D' فارمیسی، عالمہ کا تیسرا سال، شرعی پردہ کی پابند۔ شوہر کے انتقال کو تقریباً ایک سال ہو گیا ہے۔ رشتہ مطلوب ہے۔

برائے رابطہ: 0311-2020390

☆ بیٹا، عمر 25 سال، الیکٹرانک انجینئر، ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس، برسر روزگار اور بیٹی عمر 20 سال، زیر تعلیم ہجویری یونیورسٹی، دینی مزاج کے حامل، ہم پلہ رشتے درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0332-4178275

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم بہاولنگر کے رفیق محمد اسحاق بودلہ وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0344-6972615

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے مبتدی رفیق کامران امام الدین کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0345-8800976

☆ ملتان کینٹ کے رفیق ارسلان ظفر کے والد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-6306065

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم اختر کالونی کے رفیق جناب محمد امین کے والد وفات پا گئے۔

☆ نیو ملتان کے رفیق محمد افضل حق کے تایا زاد بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-6162750

☆ گلشن جمال، کراچی وسطی کے رفیق جناب علی عمران پنہور کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-2262523

☆ قرآن مرکز جوہر، کراچی وسطی کے رفیق سید مجیب احمد جیلانی کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-2407515

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے ملتزم رفیق وناظم مالیات محسن علی قریشی کی پھوپھی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0315-8680675

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے مبتدی رفیق سید بشارت علی کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-3627105

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے رفیق وکیل احمد کی خوشدامن وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0332-7019785

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

یہ دنیا امتحان گاہ ہے

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کی زبان میں دنیا لہو ولعب کا گھر ہے، دارالغرور ہے، لذتوں، منفعتوں کے خواہشمندوں کے لیے عیاشی کی جگہ ہے، شیطان کی گمراہی، اغواء اور کوششوں کی جولان گاہ ہے، دنیا پر فریفتہ ہو جانے والوں اور حد سے تجاوز کر جانے والوں کا ٹھکانہ ہے، حق کے مخالفین اور معاندین کے لیے ذلت اور لعنت کا مقام ہے، مومنوں اور صلحاء کے لیے حسنات کے کمانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موقع ہے۔

لیکن دنیا کا اہم وصف جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر بیان فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ دارالابتلاء ہے یعنی امتحان گاہ سورۃ الملک کی آیت 1، 2 سورۃ الکہف کی آیت 7 سورۃ البقرہ کی آیت 155 سورۃ العنکبوت کی آیت 2، 3 اور نہ معلوم کتنے ہی مقامات پر ابتلاؤں، آزمائشوں اور امتحانوں کا ذکر ہے۔

یہ دنیا امتحان گاہ ہے اور یہاں ہر کسی کا امتحان ہوتا ہے، امیر کا بھی اور غریب کا بھی، بادشاہ کا بھی، فقیر کا بھی، جاہل کا بھی عالم کا بھی، چھوٹے کا بھی، بڑے کا بھی، مرد کا بھی، عورت کا بھی، صحت مند کا بھی، بیمار کا بھی، مجاہدین کا بھی، مجاورین کا بھی، امام کا بھی، مقتدی کا بھی، ظالم کا بھی، مظلوم کا بھی، اولاد کا بھی، والدین کا بھی، شکم سیر ہونے والے کا بھی، بھوکا رہنے والے کا بھی۔

امتحان کی صورتیں بھی مختلف ہوتی ہیں، کسی کو دے کر آزمایا جاتا ہے، کسی سے لے کر آزمایا جاتا ہے، ایک ذہین ہے دوسرا غبی ہے، ایک صاحب اولاد ہے، دوسرا بے اولاد ہے، ایک ثروت کے عروج پر ہے دوسرا غربت کی انتہاء پر ہے، ایک قابل رشک صحت کا مالک ہے، دوسرا متعدد امراض کا شکار ہے، ایک کا حسن چاند کو شرماتا ہے دوسرے کی صورت واجبی سی ہے، ایک کی آنکھیں روشن ہیں دوسرا بینائی سے محروم ہے، ایک زہد وعبادت کا پیکر ہے، دوسرا معصیت کا چلتا پھرتا اشتہار ہے، ان میں سے ہر فرد امتحان گاہ میں ہے۔

امتحان شروع ہو چکا ہے اور کسی بھی لمحے وقت ختم ہونے کی گھنٹی بج سکتی ہے۔ دنیا کے کسی بھی مذہب کی آسمانی یا غیر آسمانی کتابوں اور اخلاقیات اور نفسیات پر لکھے گئے لٹریچر میں مختلف ابتلاؤں میں مبتلا انسانوں کو اتنی تفصیل کے ساتھ ان ابتلاؤں اور آزمائشوں کے ساتھ نمٹنے کے طریقے نہیں بتائے گئے جتنی تفصیل کے ساتھ آخری آسمانی کتب قرآن حکیم میں بتائے گئے ہیں اور اگر قرآن کی کوئی بات اپنے فہم ناقص کی وجہ سے انسانوں کی سمجھ میں نہیں آتی تو اس کی تشریح معلم انسانیت ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے حقیقی ورثاء یعنی علماء نے کر دی ہے۔

ہم آسانی کے لیے ابتلاء کو چار قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

☆اگر طبیعت اور مرضی کے مخالف حالات پیش آئیں تو مسلمان کو یقین ورضا، صبر واحتساب، محاسبہ نفس، دعاء اور توکل کے ساتھ ان حالات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ مسلمان کا اس حقیقت پر ایمان ہے کہ دنیا کی زندگی اور اس کی تکلیفیں عارضی اور آخرت کی زندگی اور اس کی راحتیں دائمی ہیں، ہم اور ہمارے پاس جو کچھ ہے، سب اللہ تعالیٰ کا ہے؟ جب ملکیت مالک کے پاس چلی گئی تو کیسا غم اور کہاں کا افسوس؟ کہاں کا اعتراض اور کہاں کی ناراضگی؟ اگر ہم اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہوں تو ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ نہ مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی پیش آ جانے والے حادثے کا سد باب کر سکتے ہیں۔

کسی بھی آزمائش، پریشانی اور مصیبت کا دوسرا علاج صبر جمیل اور احتساب ہے، صابرین سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، انہیں اللہ کی معیت اور نصرت حاصل ہوتی ہے، احتساب کا معنی ہے حصول ثواب کی نیت...... مومن کو مصائب وآلام پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔ کیونکہ حدیث میں اس کی بشارت سنائی گئی ہے۔

تیسرا کام جو مسلمان کو کرنا چاہیے وہ محاسبہ نفس ہے یعنی اسے یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے کہ کہیں یہ حوادث میرے گناہوں کا نتیجہ تو نہیں، کیونکہ قرآن پاک یہ بتاتا ہے کہ انسانوں پر مصیبتیں اور پریشانیاں ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ مصائب اور حوادث میں مسلمان کے کرنے کا چوتھا کام یہ ہے کہ وہ خوب خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس سے سلامتی اور عافیت کی دعا کرے، دعاء کے بعد اللہ پر توکل کیا جائے لیکن توکل کا مطلب ترکِ اسباب نہیں بلکہ جائز اسباب اختیار کرنے کے ساتھ مسبب الاسباب پر نظر رکھنا ہی توکل ہے۔

☆......ابتلاء کی دوسری قسم یہ ہے کہ طبیعت کے موافق حالات پیش آئیں۔ بدنی صحت، مالی خوشحالی، علمی ترقی، عہدہ ومنصب، عزت ووجاہت، اقتدار واختیار اور جائز خواہشات کی تکمیل...... یہ سب اسی قسم میں داخل ہیں، یہ چیزیں کافر کو بھی ملتی ہیں اور مسلمان کو بھی حاصل ہوتی ہیں، کافر کو مل جائیں تو اس کے دماغ میں خناس بھر جاتا ہے، غرور اور تکبر سے اس کی گردن تن جاتی ہے، لیکن مسلمان کو یہ نعمتیں حاصل ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور شکر ادا کرتا ہے اور ان نعمتوں میں اللہ تعالیٰ کا جو حق ہوتا ہے، اسے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

☆......ابتلاء کی تیسری قسم یہ ہے کہ انسان کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے، ایسے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے خالق ومالک سے حیا کرے، گناہوں کی سزاؤں کا استحضار کرے، ان سے فوراً کنارہ کشی اختیار کر لے اور خوب توبہ اور استغفار کرے، توبہ ایسا پاک صاف پانی ہے جو گناہوں کی غلاظت کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔

☆......ابتلاء کی چوتھی قسم یہ ہے کہ مسلمان کی عبادت واطاعت، ذکر وتلاوت، تدریس وتبلیغ، صدقہ وخیرات اور دعوت جہاد کی توفیق مرحمت ہو جائے، ایسی صورت میں اسے یہ چیز ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جو کچھ اللہ کی توفیق سے ہوا وہ اگر چاہے تو یہ توفیق سلب بھی کر سکتا ہے، قبولیت کی امید کے ساتھ اسے ڈرتے بھی رہنا چاہیے کہ پتا نہیں عمل بارگاہ الٰہی میں قبول بھی ہوا یا کہ نہیں ہوا۔

حلقہ پنجاب شرقی کے تحت ایک روزہ دعوتی پروگرام

حلقہ پنجاب شرقی کے زیرِ اہتمام 30 دسمبر 2017ء کو منچن آباد میں ایک روزہ دعوتی پروگرام جامع مسجد سرائے والی میں منعقد ہوا۔ مشاورت کے بعد محلہ مسجد کے منتظم جناب راؤ شاہد سے بات کی گئی۔ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی۔ مسجد ہذا میں ہمارا پندرہ روزہ درس قرآن بھی ہوتا ہے۔ اس ایک روزہ کی اطلاع تمام مقامی تنظیم زون بہاولنگر کو کی گئی۔ ہفتہ کے روز مقامی تنظیم ہارون آباد غربی کے 4 رفقاء اور راقم جبکہ مقامی تنظیم بہاولنگر کے 6 رفقاء راؤ رفاقت علی کی امارت میں عصر کے وقت منچن آباد پہنچے۔ رفقاء نے مسجد کے قریب بازار میں گشت کے دوران لوگوں کو درس قرآن کی دعوت دی اور ترکِ قرآن کے موضوع پر ایک ہینڈ بل بھی تقسیم کیا گیا۔ بعد نماز مغرب سورہ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کا درس ہوا۔ 12 مقامی احباب نے درس قرآن میں شرکت کی۔ بعد نماز عشاء تمام رفقاء نے آپس میں فکر تنظیم پر مذاکرہ کیا۔ 10 بجے اختتام کیا گیا اور رفقاء آرام کے لیے اپنے اپنے بستروں میں چلے گئے۔ صبح تہجد کی نماز ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد رفقاء سے مشاورت ہوئی اور تاثرات لیے گئے۔ اجتماعی دعا کے بعد رفقاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: سجاد سرور)

تنظیم اسلامی اختر کالونی کے زیرِ اہتمام دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی اختر کالونی کے زیرِ اہتمام 31 دسمبر کو دعوتی پروگرام منظور کالونی، جونیجو ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے لیے 60 پول ہینگرز اور 10 بڑے پینا فلیکس کے بینرز لگوائے گئے اور 1000 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔

ناظم تربیت محترم جناب سہیل احمد نے رفقاء کے سامنے دعوتی آداب بیان کیے۔ رفقاء نے سہ پہر 3 بجے سے عصر تک علاقے میں فرداً فرداً اہل محلہ کو پروگرام کی دعوت دی۔ پنڈال کو دعوتی پینا فلیکس سے سجایا گیا اور 100 کرسیاں رکھی گئیں۔ مکتبہ پر ایک ورق کا کیلنڈر اور دعوتی کتابچے تحفتاً دیے گئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مقامی ناظم دعوت محترم جناب ایاز عباسی نے سرانجام دیے۔ پروگرام کا آغاز قرآن حکیم کی تلاوت سے کیا گیا۔ معتمد حلقہ جنوبی کراچی محترم جناب عبید احمد نے ''ترکِ قرآن'' کے مضمرات کے موضوع پر بہت خوبصورت انداز میں خطاب کیا۔ لوگوں کو قرآن حکیم سے دوری کے نتائج سے آگاہ کیا اور قرآن کریم کی شفاعت کے مستحق بننے کے عوامل کی جانب بھی توجہ دلائی۔ پروگرام میں 20 رفقاء اور 70 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ رفقاء کی جان ومال کے انفاق کو قبول فرمائے۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ سرگودھا کے زیرِ اہتمام ایک روزہ دعوتی وتربیتی اجتماع اور ریلی

حلقہ سرگودھا کے زیرِ اہتمام 16 دسمبر 2017ء کی نماز مغرب تا 17 دسمبر قبل نماز ظہر تک ایک روزہ دعوتی وتربیتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں میانوالی، جوہر آباد اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 45 کے قریب رفقاء اور 60 کے قریب احباب نے شرکت کی۔ قاری اسحاق کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ نعت رسول مقبولﷺ کی سعادت کا شرف ضیاء الحق نے حاصل کیا۔ نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''سیرت خیر الانام'' کے موضوع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ جو بعد نماز مغرب تا رات ساڑھے سات بجے تک جاری رہا۔ حلقہ کی جانب سے سٹال کا اہتمام کیا گیا تھا جہاں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ''سیرت خیر الانام'' کثیر تعداد میں رکھی گئی تھی۔ جس کو احباب نے بہت پسند فرمایا۔ بعد نماز عشاء مذاکرہ بعنوان ''اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف'' ڈاکٹر عبدالسمیع نے کروایا۔

رات ساڑھے دس بجے ''علم دین کی فضیلت'' کے عنوان پر مقامی امیر میانوالی نور خان نے خطاب فرمایا۔ رات کو آرام کے بعد قبل از نماز فجر رفقاء واحباب نے انفرادی نوافل وتلاوت قرآن حکیم کا اہتمام کیا۔ بعد از نماز فجر ڈاکٹر عبدالسمیع نے سورۃ الاعراف کے پہلے رکوع کا درس دیا۔ صبح 7 بجے معتمد حلقہ محمود عالم نے ''مال کے تین بہترین مصارف'' کے عنوان پر درس حدیث دیا۔ ناشتہ کے بعد احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا گیا تھا۔

تمام رفقاء واحباب نے صبح دس بجے امیر مقامی تنظیم میانوالی نور خان کی قیادت میں ریلی کا آغاز جہاز چوک میانوالی سے کیا، جس میں رفقاء نے ہاتھوں میں پینا فلیکس بورڈ جس پر امریکی صدر کا یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دینے پر احتجاجی نعرے درج تھے۔ ریلی کے شرکاء کچھ دیر جہاز چوک کے اطراف میں کھڑے رہے۔ پھر راستے کے دونوں اطراف میں چلتے ہوئے اور مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے مین بازار پہنچے۔ جہاں شادی بیگ نے میگا فون پر ایک مختصر سا خطاب کیا اور یوں یہ ریلی بارہ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ لاہور غربی وشرقی کے زیرِ اہتمام مشترکہ مظاہرہ

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے یروشلم کو اسرائیل کا دارالخلافہ تسلیم کرنے اور امریکی سفارتخانہ وہاں منتقل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس پر عالم اسلام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس حوالے سے حلقہ لاہور غربی وشرقی کا ایک مشترکہ مظاہرہ 16 دسمبر 2017ء کو پریس کلب شملہ پہاڑی منعقد ہوا۔ رفقاء نے نماز عصر شملہ پہاڑی کی مسجد میں ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت محمد عظیم نے رفقاء کو ہدایات دیں۔ اس کے بعد رفقاء تنظیم اسلامی ہاتھوں میں جھنڈے، بینرز، پلے کارڈز اٹھائے سڑک پر دو رویہ کھڑے ہو گئے۔ بینرز اور پلے کارڈز پر مختلف عبارتیں درج تھیں۔ پروگرام کا آغاز رفیق تنظیم نور الوریٰ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

حلقہ لاہور شرقی کے رفیق محمد عظیم نے موجودہ دورہ میں فتنہ دجال کے حوالے سے احادیث مبارکہ پڑھ کر سنائیں۔ انہوں نے بتایا کہ موجودہ دور میں فتنہ دجال کے حوالے سے واضح پیغام موجود ہے۔ اس کے بعد حلقہ لاہور غربی کے رفیق نثار احمد خان نے یہودیوں کی تاریخ کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی تاریخ عیاریوں، سازشوں اور سرکشیوں سے بھری پڑی ہے۔ انہوں نے انبیاء کو ناحق قتل کیا۔ اسی دوران انتظامیہ نے سڑک سے گزرنے والی ٹریفک کو بند کر دیا۔ اس پر امیر حلقہ نے انتظامیہ سے بات کی۔ انہوں نے بتایا اوپر سے حکم ہے کہ جب تک مظاہرہ جاری ہے سڑک کو بند رکھا جائے گا۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مرزا ایوب بیگ نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکی صدر نے یروشلم میں امریکہ کا سفارتخانہ منتقل کرنے کا اعلان کر کے تیسری عالمی جنگ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ یہودی درحقیقت امریکی مدد سے گریٹر اسرائیل کے قیام کیلئے پوری منصوبہ بندی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ جب کہ عرب مسلمان بڑی بری طرح پسپا ہو رہے ہیں۔ یہ اُن کی دین سے بے وفائی کا نتیجہ ہے۔ عالم اسلام میں اس وقت کوئی ایسا حکمران نہیں جو اسلام دشمن طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔ صرف ترکی کے صدر اردگان کچھ جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام اسلامی ممالک خاص طور پر پاکستان امریکہ کو انتباہ کرے کہ بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے پر امریکہ کا سفارتخانہ پاکستان میں کام نہیں کر سکے گا۔

پروگرام کے دوران رفقاء ہینڈ بلز بھی تقسیم کرتے رہے۔ آخر میں رحمانی صاحب کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: محمد یونس)

An Analysis of the "Jerusalem Decision" by Trump

The recent decision of US President Donald J. Trump to recognise Jerusalem as capital of Israel is no surprise as he clearly mentioned the event in his election campaign promise. Trump's rejection of Obama's Two-State solution was the beginning to implement Zionist agenda. Within hours of his victory, Israel's Minister of Education Naftali Bennett stated, "Trump victory is an opportunity for Israel to immediately retract the notion of a Palestinian State." Saying this, he cited Trump's election manifesto. Before Trump, Bill Clinton and George W. Bush also pledged to move US. Embassy to Jerusalem if elected but they extended the timings on the pretext of National Security.

The pro-Israel forces have always been the choice of foreign policy, security and advisory team to the American Presidents. Even during Obama Presidency, major positions were occupied by the pro-Israel lobby i.e. Jack Lew as Chief of Staff to President, David Plouffe as Senior Advisor to President, Dan Shapiro as Ambassador to Israel, Eric Lynn as Middle East Policy Advisor and Stephen Simon as Head of Middle East/North Africa Desk at the National Security Council.

Interestingly, all these had dual citizenship of America and Israel. They have approximately 115 members in U.S. Congress and more than 40 in the House of Representatives and the U.S. Senate respectively. Trump also gives preference to pro-Israel forces as despite lack of political experience Jared Kushner was given the responsibility for Middle East. Trump had the stage already set by his predecessors as the Jerusalem Embassy Act passed by U.S. Congress in 1995 mandating relocation of embassy to Jerusalem allows the president to waive the requirement in accordance with US national security interests. It also recognised that "each sovereign nation, under international law and custom, may designate its own capital" and that "since 1950, the city of Jerusalem has been the capital of the State of Israel".

As per the 1947 United Nations partition plan, Palestine was divided between a Jewish and an Arab state, with Jerusalem and surrounding areas designated as an international territory under U.N. administration. But in the first Arab-Israel War of 1949 Israel occupied the Western part of the area and eastern part from Jordon, but the international community did not acknowledge either claim. Afterwards, in 1967, Israel again occupied the East Jerusalem and surrounding area as well.

The world leaders, including U.S. allies, harshly criticised Trump's move. Russian President, Putin said, he is 'deeply concerned' and called Palestinians and Israelis to 'hold back' and renew negotiations. Moscow also said that it considers East Jerusalem to be the capital of a future Palestinian state, and West Jerusalem the capital of Israel. China is also concerned of its deep economic engagement with Israel and Palestine and such a move will further escalate the situation.

U.N. Secretary-General Antonio Guterres said, "I have consistently spoken out against any unilateral measures that would jeopardise the prospect of peace for Israelis and Palestinians. There was no alternative to a two-state solution and Jerusalem was a final-status matter only to be settled through direct talks."

The Arab and other Muslim World also reacted very harsh and strongly condemned the Trump's move. President Erdogan of Turkey commented: "By recognising Jerusalem as the capital of Israel, the US has crossed the 'red-line' for Muslims."

Israel, the US has crossed the ‘red-line’ for Muslims.” Shahbaz Sharif of Pakistan stated that “the religious sentiments of 1.5 billion Muslims have been deeply hurt by the US’ decision to move its embassy from Tel Aviv to the holy city of Jerusalem, instead of ‘advancing the peace process’ the US move has dealt the severest blow to the efforts of peace”. He further said that “the Palestinians have been deceived once again.”

Iran seemed more critical as Iran’s Supreme Leader Ayatollah Ali Khamenei reacted to Trump’s move on Israel by saying, “Their announcement of Quds as the capital of Occupied Palestine proves their incompetence and failure.” President of Iran Hassan Rouhani in a telephonic conversation with Turkish President Erdogan urged Islamic countries to be united in the face of Trump’s “illegal, provocative and very dangerous decision.”

The chief of staff of the Iranian Armed Forces, Major General Hossein Bagheri said Trump’s decision to recognise Jerusalem, as Israel’s capital will “usher in a new intifada against the Zionist occupying regime.” He added that the U.S. “plot” will further unite Islamic “resistance” and Iran is duty bound to safeguard all Islamic Holy sites. Egypt also condemned Trump’s decision and said it did not change Jerusalem’s disputed legal status. Qatar’s foreign minister, Sheikh Mohammed bin Abdulrahman al-Thani, said Trump’s move was a “death sentence for all who seek peace” and called it “a dangerous escalation”.

The situation demands to move towards peace process as President Trump has complicated the regional dynamics that can result in violence, terrorism, killing and disaster for peace in the region. The European Union, the United Nations and other major powers of the world don’t endorse Israeli claim on Jerusalem as its capital. The UN Security Council in 1947 had already designated Jerusalem an international zone governed and monitored by UN forces. But Israel’s prolonged behaviour of occupation creates a worst situation for Palestinians as a number of cases of human rights violations and illegal settlements on the disputed lands have been reported. Despite UN resolutions against such moves Israel is not only defying the UN but also making a mockery of international law and human rights.

Recognition of Jerusalem as capital clearly provides an opportunity for Israel to take exclusive control of entire Jerusalem. The international community is worried of such a move and did not recognise the idea as it has long-term implications for peace and security in the Middle East.

After assessing various criticisms and condemnations, one can easily understand the current, crosscurrent and undercurrent of the present situation in the Middle East. Middle Eastern countries, which are divided on the line of sectarian dominance and fighting for regional supremacy have their own compulsions and are just like pawns in the grand chessboard. The two major players, Iran and Saudi Arabia, are in no position to retaliate such a move. Saudi Arabia is witnessing a political turmoil and highly dependent on long-term ally, US. As Iran has leverage by defeating US-Saudi led groups in Syria, and Saudi Arabia is losing credibility as a leader of Sunni States as differences with Qatar and Turkey is the pointer to the fact. After assessing the ground situation, President Trump deliberately made the occasion as he clearly understands the regional dynamics wherein Saudi Arabia and Egypt are under the shadow of alliance and security by US and Israel against ‘common enemy’ Iran. It clearly reflects that only condemnations shall take place by Middle Eastern powers and the Palestinians will face the worst possible outcome.

Source: Adapted from http://radianceweekly.in/

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.02

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

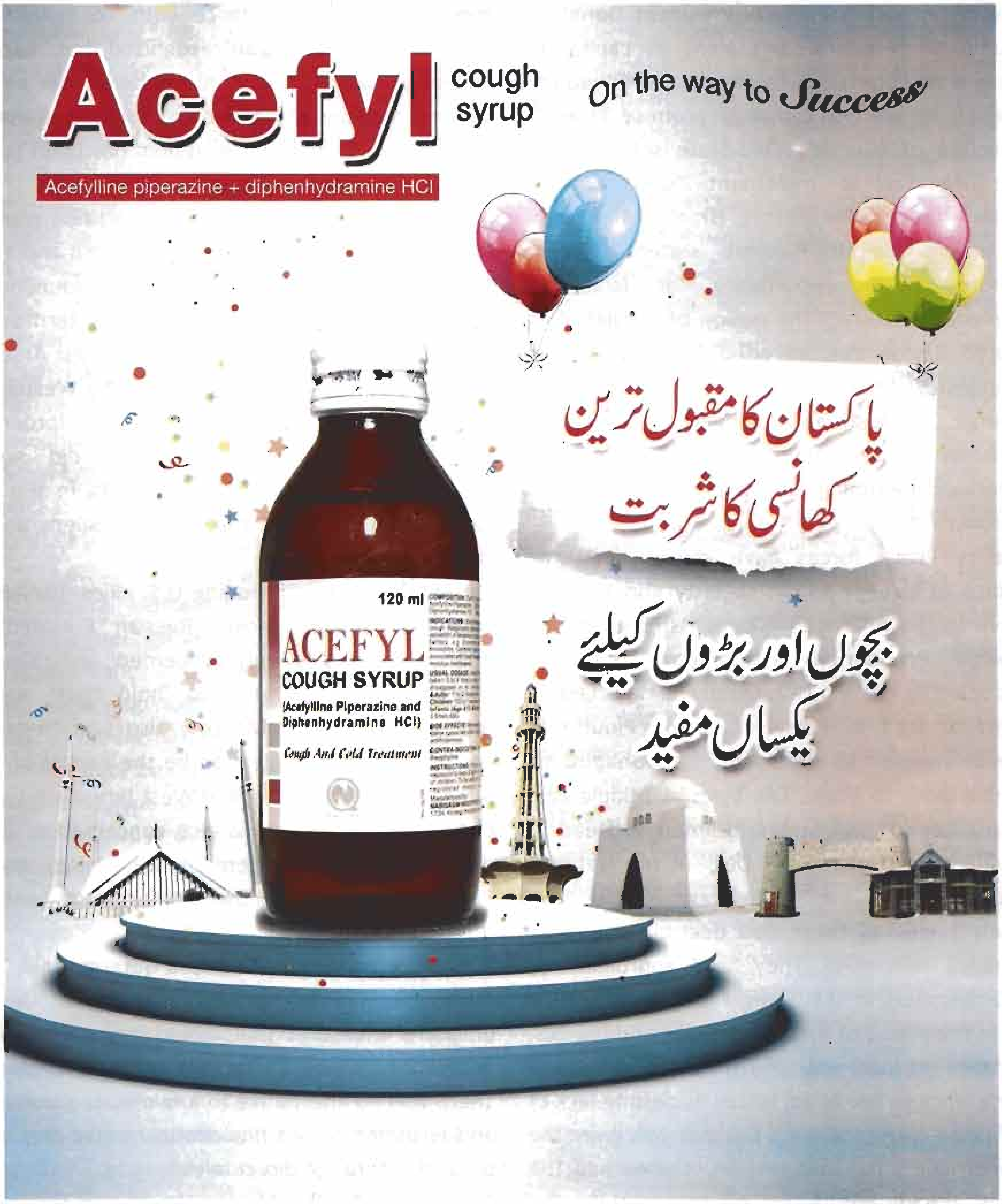

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion